بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ ۷/اکتوبر ۲۰۰۴ء بمطابق ۲۱ شعبان ۱۴۲۵ھ بروز جمعرات بوقت صبح دس بجکر تیس منٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر الحاج جمال شاہ کاکڑ بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

مولانا عبدالمتین آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

یَوۡمَ تُقَلَّبُ وُجُوۡھُھُمۡ فِی النَّارِ یَقُوۡلُوۡنَ یٰلَیۡتَنَا اَطَعۡنَا اللّٰہَ وَ اَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَ ٥ وَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعۡنَا سَادَتَنَا وَ کُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوۡنَا السَّبِیۡلَا ٥ رَبَّنَاۤ اٰتِھِمۡ ضِعۡفَیۡنِ مِنَ الۡعَذَابِ وَالۡعَنۡھُمۡ لَعۡنًا کَبِیۡرًا ٥ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمِ ط

(سورة الحزاب آیت نمبر ٦٦ تا ٦٨)

ترجمہ: جس دن اوندھے ڈالے جائیں گے ان کے منہ آگ میں، کہیں گے کیا اچھا ہوتا جو ہم نے کہا مانا ہوتا اللہ کا۔ اور کہا مانا ہوتا رسول کا۔ اور کہیں گے کہ اے رب ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا۔ پھر انہوں نے ہم کو سیدھے راستے سے گمراہ کیا تھا۔ اے رب ان کو دے دوعذاب اور پھٹکار ان کو بڑی پھٹکار۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کورم پورا ہے۔ پانچ منٹ کورم کی گھنٹی بجائی جائے۔

(کورم کی گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب اسپیکر: جی کورم پورا ہوا، (**وقفہ سوالات**) جناب کچکول علی ایڈووکیٹ اپنا سوال نمبر پکاریں۔

مولانا عبدالباری آغا (وزیر پی ایچ ای): پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر صاحب! یہاں پر جوشیڈول میں دیا گیا ہے آج کے دن محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے سوالات شامل کئے گئے ہیں لیکن یہ جوشیڈول

دیا گیا ہے اسمبلی سیکرٹری صاحب نے اسمبلی کی طرف سے آج کا جو دن رکھا ہے وہ پبلک ہیلتھ کے لئے رکھا ہے لیکن کارروائی میں پبلک ہیلتھ کے سوالات اور جوابات شامل کیوں نہیں ہیں؟

جناب اسپیکر: جی سیکرٹری صاحب!

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! آپ کی خصوصی اجازت سے پبلک ہیلتھ کے حوالے سے تین سوالات ہیں ایک سوال ہے مجید خان کا ۳۶۴ دوسرا سوال ہے مجید خان کا ۳۷۹ نسیم تریالئی کا ۴۵۵ یہ پبلک ہیلتھ کے حوالے سے ہیں لیکن پبلک ہیلتھ شیڈول میں شامل ہونے کے باوجود ان کے سوالات کی کاپی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب! یہ وہ سوالات ہیں جو آپ کو نوٹس دیا گیا کہ اس کا آپ fresh نوٹس جاری کردیں۔ یعنی fresh نوٹس صرف اتنا دیدیں کہ میرے سوالات کو ایجنڈے میں شامل کیا جائے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر! ہم نے نوٹس دیا ہے اسمبلی کے رولز کے مطابق لیکن اس کے باوجود ہمارے سوالات نہیں آئے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ نے fresh نوٹس دیا ہے اس کے ساتھ سوال نمبر لگایا ہے کہ یہ فلاں نمبر سوال ہے؟

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! اصول تو یہ ہے کہ صرف نوٹس دیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: جو اصول طے کیا گیا ہے بالکل آپ کی بات صحیح ہے اسی پر چلیں گے لیکن اگر اس کو آپ نے پورا کیا تو آپ کے سوالات پرسوں کے اجلاس میں میں لاسکتا ہوں آپ سیشن کے بعد میرے چیمبر میں آجائیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: شکریہ سر!

میر جان محمد جمالی: جناب اسپیکر صاحب! اگر اجازت ہو کچھ ایسا معاملہ ہوگیا ہے کچھ دن پہلے سیالکوٹ میں مسجد میں دھماکہ ہوا کافی لوگ شہید ہوگئے۔ آج ایک بہت بڑا سانحہ ملتان میں ہوگیا جو ابھی اطلاعات آرہی ہیں اس وقت تک غیر مصدقہ اطلاعات آرہی ہیں ۴۰ سے زیادہ لوگ شہید ہوگئے ہیں، ابھی ابھی اطلاعات آرہی ہیں میرے خیال میں جو فوت ہوگئے ہیں ان کے ابھی تو جنازے نہیں ہوئے ہیں، لیکن آپ کے نوٹس میں لارہا ہوں کہ اس قسم کا واقعہ ہوا ہے پھر جیسے آپ آگے مناسب سمجھیں کارروائی کریں،

ہوم منسٹر اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہیں تو ان سے پوچھ لیں۔

جناب اسپیکر: (وقفہ سوالات) کچکول صاحب اپنا سوال نمبر دریافت کریں۔

مولانا عبدالباری آغا (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! سوالات کے بارے میں جو سوال میں نے کیا ہے۔۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: سوالات نہیں ہیں آپ کے۔

مولانا عبدالباری آغا (وزیر پی ایچ ای): شیڈول میں شامل تھا۔لیکن پیپر میں۔۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: شیڈول میں یہ ہے کہ اس دن پبلک ہیلتھ کی باری تو ہے لیکن سوالات نہیں ہیں۔

مولانا عبدالباری آغا (وزیر پی ایچ ای): سوالات کے جوابات تو اسمبلی آفس ہم نے پہنچا دیئے ہیں۔

جناب اسپیکر: مولانا باری صاحب! آپ بات سمجھیں وہ جو پرانے سوالات تھے وہ چونکہ اس وجہ سے ختم ہوئے ہیں رولز میں یہ ہے کہ جب رواں اجلاس میں نہ آجائیں تو اگلے اجلاس کے لئے fresh نوٹس ان کو دینا پڑے گا۔

مولانا عبدالباری آغا (وزیر پی ایچ ای): چھا مطلب یہ کہ سوال کنندہ نے اس بارے میں نیا نوٹس نہیں دیا۔

جناب اسپیکر: جی بالکل۔ کچکول صاحب آپ اپنا سوال دہرائیں۔

☆۴۱۶ کچکول علی ایڈووکیٹ: کیا وزیر بلدیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی حکومت نے گوادر پروجیکٹ میں عوام کی ایک خاصی تعداد کو اراضی الاٹ کی تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی حکومت کی مرضی ومنشاء کے بغیر وفاقی حکومت نے مذکورہ تمام الاٹ شدہ پلاٹ منسوخ کر دیے ہیں؟

(ج) اگر جزو (الف وب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وفاقی حکومت کا یہ اقدام صوبائی خودمختاری میں مداخلت کے مترادف نہیں۔اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا صوبائی حکومت اس سلسلہ میں کوئی اقدام اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔نیز اگر جواب نفی میں ہے تو وجہ بتلائی جائے؟

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): (الف) بورڈ آف ریونیو بلوچستان نے مورخہ ۲۲ر جنوری ۱۹۹۲ء کو ایک ہزار ایکڑ سرکاری اراضی برائے ہاؤسنگ اسکیم کوہ باطل گوادر کیلئے ٹرانسفر کی تھی جس پر مذکورہ ہاؤسنگ اسکیم کو ترقی دینی تھی۔ چنانچہ پروجیکٹ کمیٹی کی زیر صدارت سابقہ ڈپٹی کمشنر گوادر نے پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی۔

(ب) پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی منسوخی صوبائی حکومت نے کی ہے۔ نا کہ وفاقی حکومت۔

(ج) جیسا کہ جزو (الف) میں بتلایا گیا ہے کہ بورڈ آف ریونیو بلوچستان نے ایک ہزار ایکڑ اراضی برائے ترقی سنگھار ہاؤسنگ اسکیم دی تھی۔ جب کہ پراجیکٹ ڈائریکٹر نے ترقیاتی عمل کو دو ہزار سات سو ایکڑ رقبے پر پھیلایا۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

فیز i	703.1	ایکڑ
فیز ii	296.8	ایکڑ
فیز iii (اے۔بی)	607.5	ایکڑ
فیز iv	191.4	ایکڑ
فیز v	901.2	ایکڑ
میزان	2700	ایکڑ

فیز i سے فیز iii تک رہائشی پلاٹ چار سو مربع گز کے ۳۷۰ پلاٹ۔ چھ سو مربع گز کے ۸۵۰ پلاٹ اور ہزار گز کے ۲۱۰۷ پلاٹ بنائے گئے۔ اس طرح فیز i۔ فیز iii اور فیز iv میں ۳۸۰ تجارتی پلاٹ بنائے گئے۔ فیز iv میں پلاٹ ایک ہزار مربع گز سے پانچ ایکڑ رقبے پر محیط ہے ۳۶۰۷ رہائشی اور تجارتی پلاٹوں کے لئے تقریباً آٹھ ہزار درخواستیں موصول ہوئیں۔ چونکہ پروجیکٹ ڈائریکٹر نے مجوزہ رقبے سے تجاوز کرتے ہوئے ترقیاتی علاقے کو ۲۷۰۰ ایکڑ تک پھیلا دیا جس کی وجہ سے قانونی پیچیدگی پیدا ہوئی۔ مزید برآں پلاٹوں کے سائز اور قیمتوں میں بھی تفاوت پایا گیا۔ ان تمام عوامل اور پیچیدگیوں کو حل کرنے کے لئے صوبائی حکومت نے تمام الاٹمنٹ منسوخ کر کے کمیٹی تشکیل دی۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ا۔ سید احسان شاہ (وزیر خزانہ) چیئر مین۔

۲۔ محترمہ زبیدہ جلال (وفاقی وزیر تعلیم) ممبر۔

۳۔ سید شیر جان بلوچ (وزیر برائے گوادر ڈیولپمنٹ اتھارٹی) ممبر۔

۴۔ جناب کچکول علی ایڈووکیٹ (ایم پی اے) ممبر۔

۵۔ جناب مرجان خان (سنیئر ممبر بورڈ آف ریونیو) ممبر۔

۶۔ جناب احمد بخش لہڑی (ڈائریکٹر جنرل گوادر ڈیولپمنٹ اتھارٹی) ممبر۔

۷۔ جناب بابو گلاب (ناظم ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گوادر) ممبر۔

۸۔ کیپٹن یونس درانی (سیکرٹری محکمہ بلدیات) ممبر۔

کمیٹی نے مسئلہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد منسوخ شدہ پلاٹوں کی بحالی کی سفارش کی۔حکومت بلوچستان نے کمیٹی کی سفارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے جولائی ۲۰۰۴ء میں منسوخ شدہ الاٹمنٹوں کو بحال کردیا۔گوادر ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے وجود میں آنے سے تمام ہاؤسنگ اسکیمات مذکورہ اتھارٹی کے دائرہ اختیار میں آتی ہیں۔اس لئے حکومت بلوچستان نے فیصلہ کیا کہ سنگھار ہاؤسنگ اسکیم بشمول دیگر ایسی اسکیمات جو کہ گوادر ڈسٹرکٹ میں واقع ہیں گوادر ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو تفویض کی جائیں۔تاکہ گوادر ڈسٹرکٹ کے تمام ترقیاتی عمل کو یکجا کیا جاسکے۔اس کے علاوہ سنگھار ہاؤسنگ اسکیم جو کہ بورڈ آف ریونیو کے الاٹ شدہ رقبے سے تجاوز کرچکی ہے اور اسی طرح کے دیگر عوامل،جس میں مذکورہ ہاؤسنگ اسکیم کے لئے قوانین کی تشکیل اور پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا جائزہ لینا شامل ہے۔اور اسی طرح کے دیگر امور تنقیحات جو کہ کمیٹی برائے بحالی الاٹمنٹ کو تفویض کئے گئے تھے،کا بغور جائزہ لیکر ان کے تمام خامیوں کو دور کرنے کے لئے اقدامات کرے اور حکومت کو نتائج سے آگاہ کرے۔

<u>جناب اسپیکر:</u> جی مولانا شرودی صاحب!

<u>حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات):</u> بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب اسپیکر صاحب! جواب سنا رہا ہوں ایک ہی تو سوال ہے اگر نہ سناؤں۔یہ پرانا سوال ہے گزشتہ اجلاس میں اس کا جواب دیا گیا تھا جس پر میرے محترم نے بڑا اعتراض کیا۔یہ بہت پرانا جواب ہے مشہور ہے دو آدمیوں میں جھوٹ کا مقابلہ تھا ایک نے کہا کہ جی میرے دادا جان کے پاس اتنا بڑا بکرا تھا کہ ایک سنگ ایک پہاڑ پر دوسرا سنگ دوسرے

پہاڑ پر ہوا کرتا تھا۔ تو دوسرے نے کہا کہ جی میرے دادا جان کے پاس ایک بڑی دیگ تھی مشرق سے مغرب تک اس نے کہا کہ اتنا بڑا جھوٹ، کہا جی کہ اتنے بڑے بکرے کو پکانے کے لئے اتنا بڑا دیگ چاہیے تو جیسا سوال تھا میں نے اس طرح جواب دیا تھا لیکن میرے محترم نے اس پر برا منایا کہ شرودی جیسا آدمی جواب نہیں دے رہا ہے جناب اسپیکر صاحب! گزارش کرتا ہوں یہ جو گوادر کا مسئلہ ہے ہاؤسنگ اسکیم سنگھار والے کا یہ بہت پرانا قصہ ہے ۱۹۹۲ء کا کوئی ایک ہزار ایکڑ بورڈ آف ریونیو نے لوکل گورنمنٹ کو دیے تھے اور وہاں ایک اسکیم بن رہی تھی۔۔۔۔۔

<u>عبدالرحیم زیارتوال</u>: جناب اسپیکر صاحب! شرودی صاحب کو تو ابھی دو سال پورے ہونے والے ہیں اسمبلی کے رولز اور پروسیجر کا پتہ ہونا چاہیے ان کو یہ کہنا چاہیے کہ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ اب یہ شروع ہو گئے ہیں سوال کرنے والا کھڑا ہے وہ جو اس سے ضمنی سوال کرینگے پھر جواب دیں۔

<u>حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات)</u>: سوال کرنے کی بڑی جلدی کیوں ہے آپ لوگ تسلی سے بیٹھیں میں تفصیلی جواب دونگا پھر آپ ضمنی سوال کریں تسلی کراؤنگا آپ لوگوں کی مجبوری ہے کہ بولنے آپ نہیں دیتے ہم بولنے پر آتے ہیں درمیان میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں یہ آداب کے خلاف ہے بڑے بڑے لوگوں کے، کچھ آداب سیکھیں۔ کوئی بول رہا ہے تو بیٹھ کر اسے سنیں۔

<u>جناب اسپیکر</u>: آپ انہیں بولنے دیں، رحیم صاحب!

<u>حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات)</u>: اسمبلی کا اصول یہ ہے کہ کاغذ پڑھنے کی بجائے زبانی بات کرو۔

<u>جناب اسپیکر</u>: او کے پڑھیں۔

<u>حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات)</u>: جی میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ۱۹۹۲ء میں یہ اسکیم بنی تھی۔

<u>عبدالرحیم زیارتوال</u>: انہوں نے یہاں ہمیں لکھ کر دیا ہے according to the rule اس کو پڑھیں اور جب ہم سوال کرینگے پھر یہ زبانی جواب دیں۔

<u>حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات)</u>: میرے بھائی میں اس کاغذ کا محتاج نہیں ہوں مجھے جواب یاد ہے میں نے حفظ کیا ہے۔

<u>جناب اسپیکر</u>: شرودی صاحب! آپ بات سنیں۔ رحیم صاحب آپ تشریف رکھیں، شرودی صاحب جو

آپ کے دل میں ہے یہ جب سپلیمنٹری آئیگی پھر آپ تفصیل سے جواب دیدیں اب جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ آپ کی بات صحیح ہے، شرودی صاحب! آپ صرف میری بات سمجھیں یہ اگر آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو یہاں پر جولکھ کر آپ نے دیا ہے اسی موضوع پر بات کریں اگر آپ تفصیلات بیان کرتے ہیں تو وہ سپلیمنٹری میں آئینگے اگر آپ اس کا مزید back ground بڑھا چاہتے ہیں تو۔۔۔۔۔۔
آپ اس کو چھوڑیں، آپ لوگ آپس میں نہ الجھیں۔ آپ ایک دوسرے کی بات سنیں او کے، آج شرودی صاحب جوش میں آیا ہے ان کو بولنے دیں، جی، شرودی صاحب! آپ جواب دیدیں۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: پڑھیں یا جواب دیدیں۔

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): میرا جواب یہ تھا کہ یہ بہت پرانی اسکیم ہے ۱۹۹۲ء کی ایک ہزار ایکڑ کی منظوری بورڈ آف ریونیو سے ہوئی تھی۔ لیکن اس وقت کے ڈی سی صاحب نے جو پی ڈی بھی تھے انہوں نے اس کو دو ہزار ساتھ سو ایکڑ تک پھیلایا اس سے مشکلات پیدا ہوئیں۔ مسائل پیدا ہو گئے اس لئے صوبائی حکومت نے اسے منسوخ کر دیا لیکن جب لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ جن لوگوں کو یہ پلاٹ مل گئے تھے ان کا قانونی حق ہے صوبائی حکومت اس پر نظر ثانی کرے ہماری حکومت نے اس پر نظر ثانی کی۔ رہ گئی یہ بات کہ جی مرکز وفاقی حکومت نے اس کو کیا ہے ہم اس کی تردید کر چکے ہیں۔ کہ یہ مرکز نے نہیں کیا ہے ہمارے صوبائی حکومت نے کیا ہے اب مزید اگر اس میں آپ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا مسئلہ ہے کہ وفاقی حکومت نے نہیں ہماری حکومت نے کیا ہے۔

جناب اسپیکر: او کے۔ جی سپلیمنٹری۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب والا! میرا اسپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ جو کمیٹی کے ممبران کے نیچے والا جملہ ہے کہ کمیٹی نے مسئلہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد منسوخ شدہ پلاٹوں کی بحالی کی سفارش کی مجھے منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ یہ کمیٹی کا اجلاس کب ہوا اور تاریخ کون سی تھی؟

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): جناب اسپیکر صاحب! میں سمجھ رہا ہوں جس کمیٹی کے یہ ممبر ہیں اس کمیٹی کا اجلاس نہیں ہوا ہے اب میری گزارش یہ ہے کہ ما ہیچ نہ دارم، غم ہیچ نہ دارم دستار نہ دارم غم پیش نہ دارم یہ سارا کیس اب جا چکا ہے گوادر ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے پاس GDA کا درد سر ہے اس کا اپنا وزیر ہے

مزید لڑائی آپ ان سے لڑیں اور اس کمیٹی کے آپ خود بھی ممبر ہیں کب اجلاس کرتے ہیں کس کو دیتے ہیں کس کو نہیں دیتے ہیں میری جان اللہ نے چھڑادی کام آسان ہو گیا ہے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: آپ کی جان اس طرح کیسے چھٹے گی آپ تو چیئر مین ہیں جناب والا! بات یہ ہے کہ میرے فاضل دوست نے بہت سے ریلیونٹ باتیں تو کیں ابھی تو ریلیوینسی ہے اس میں خاموش ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کمیٹی کا اجلاس کس زمان اور مکان میں ہوا ٹائم، دن کیا تھا کہاں ہوا تھا تاریخ کونسی تھی کوئٹہ میں ہوا تھا کہاں ہوا تھا مجھے یہ بتادیں؟

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): ۴ اور ۵ / اپریل کو کوئٹہ میں ہوا۔ آپ شریک نہیں ہوئے ہیں ممکن ہے آپ اس دن کہیں گئے تھے۔

جناب اسپیکر: ۴ اور ۵ / اپریل کو۔

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): جی ہاں۔

جناب اسپیکر: 4 ۴ اور ۵ / اپریل کو کوئٹہ میں اجلاس ہوا ہے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب! ایک بات یہ بھی ہے کہ کمیٹی کے چیئر مین کون ہیں؟

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): وزیر خزانہ سید احسان شاہ اس کے چیئر مین ہیں۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: آپ اس کے ممبر ہیں یا نہیں؟

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): میں کمیٹی کا ممبر نہیں ہوں۔

جناب اسپیکر: اس کے تین ضمنی سوال ہو گئے اب میں گنتی کرتا ہوں۔ رحیم صاحب چیئر مین کمیٹی کا اجلاس کہاں ہوا تھا اور اس کا چیرمین کون ہے؟ احسان شاہ، آپ اس کے ممبر ہیں یا نہیں؟ تین ہو گئے۔ جی اگلا سوال۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر صاحب! یہ اس سوال کے جزو تھے ضمنی سوال نہیں تھے وہ ایک ضمنی کیا گیا اس کے سارے جزو تھے، یہ ابھی جزو لکھے گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: انہوں نے بیک وقت تین سوال کئے۔

شاہ زمان رند: جناب! ایک اہم سپلیمنٹری ہے ایک منٹ میں جواب دینگے شرودی صاحب۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں ان کے اپنے تحریری جواب میں شرودی صاحب نے تو یہ کہہ دیا کہ چور الٹا کوتوال کو ڈھانٹے۔شور مچا کے اسے بیچ میں سے نکال دیا، کمیٹی نے مسئلے کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد منسوخ شدہ پلاٹوں کی بحالی کی سفارش کی حکومت بلوچستان نے کمیٹی کی سفارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے جولائی ۲۰۰۸ء میں منسوخ شدہ الاٹمنٹوں کو بحال کر دیا آپ اسے دیکھیں، گوادر ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے وجود میں آنے سے تمام ہاؤسنگ اسکیمات مذکورہ اتھارٹی کے دائرہ اختیار میں آتی ہیں اس لئے حکومت بلوچستان نے فیصلہ کیا ہے کہ سنگھار ہاؤسنگ اسکیم بشمول دیگر ایسی اسکیمات جو کہ گوادر ڈسٹرکٹ میں واقع ہیں گوادر ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو تفویض کیے جائیں تا کہ گوادر ڈسٹرکٹ کے تمام ترقیاتی کام کو یکجا کیا جا سکے اس کے علاوہ سنگھار ہاؤسنگ اسکیم جو کہ بورڈ آف ریونیو کے الاٹ شدہ رقبے سے تجاوز کر چکی ہے اس طرح کے دیگر عوامل جس میں مذکورہ ہاؤسنگ اسکیم کے لئے قوانین کی تشکیل اور پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا جائزہ لینا شامل ہے اسی طرح کے دیگر امور تنقیحات جو کہ کمیٹی برائے بحالی الاٹمنٹ کو تفویض کیے گئے تھے کا بغور جائزہ لے کر ان تمام خامیوں کو دور کرنے کے لئے اقدامات کرے اور حکومت کو نتائج سے آگاہ کرے۔

جناب اسپیکر: جی پوچھنا کیا چاہتے ہو؟

عبدالرحیم زیارتوال: وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے تمام کو الاٹ کر دیا ہے پھر کہہ رہے ہیں کہ ابھی اس کا جائزہ لینے کے لئے ان کو اختیارات دیے گئے ہیں یہ کیسے ممکن ہے اگر تھے بحال کر دیے گئے ہیں پھر یہ کیوں کہتے ہیں کہ نتائج اور اس سے اگاہ کرنے کے لئے انہیں اختیارات دیے گئے ہیں یہ متضاد ہے۔

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): انہی تضادات کو دور کرنے کے لئے کمیٹی کا اجلاس ہوگا انتظار کیجئے۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر! ایک ہزار ایکڑ زمین کی جو الاٹمنٹ ہوئی ہے اس کے علاوہ ڈائریکٹر صاحب نے ایک ہزار سات سو ایکڑ زمین خود اپنے قلم سے الاٹ کی ہے، دو سال تو گزر گئے ہیں اس پر کب تک عمل ہوگا، ایک ہزار سات سو ڈائریکٹر صاحب کے قلم سے ایشو ہوئے ہیں انکو منسوخ کیا جائیگا یا اس میں کمیٹی وقت لگائے گی دو سال تو ہو گئے کتنی جلدی یہ فیصلہ دیدے گی۔

جناب اسپیکر: انہوں نے کہہ دیا کہ کمیٹی کی میٹنگ اس سلسلے میں ہوگی۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر! یہ بہت اہم ہے کتنی جلدی ہوگی جناب! وہ تو ایک ہزار الگ ہے ایک ہزار سات سو ڈائریکٹر نے آلاٹ کیئے۔

جناب اسپیکر: شرودی صاحب! آپ کو اس بارے میں علم ہے؟

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): میں نے عرض کر دیا کہ اب یہ کام GDA کا ہے اس کا اپنا منسٹر ہے کمیٹی بنی ہے اجلاس ہوگا آپ بھرپور تعاقب کریں اس کا۔

جناب اسپیکر: کچکول علی صاحب! اگلا سوال نمبر دریافت کریں۔

☆۷۰۶ کچکول علی ایڈووکیٹ: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں تعلیم کے فروغ کے لئے وفاقی رصوبائی حکومت کے علاوہ مختلف این جی اوز اور سوسائٹیز بھی تعاون کررہی ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سوسائٹی اور این جی اوز کے تمام عہدیداران اور ملازمین کے نام بمعہ ولدیت، تعلیمی کوائف، مقام، لوکل رڈومیسائل اور مادری زبان کی تفصیل دی جائے؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر: حافظ صاحب!

حافظ حمداللہ (وزیر صحت): جناب! پیشتر اس کے سوال کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے کچکول صاحب اس پر ضمنی سوال کریں گے اس لئے ان سے اور مجید خان سے ہماری گزارش یہ ہے کہ اگر وہ گزارش مان لیں۔

حافظ حمداللہ (وزیر صحت): میں گزارش آپ کے توسط سے ان کے سامنے رکھوں گا اگر انہوں نے مان لیا تو ٹھیک ہے ورنہ ہم تیار ہیں۔ بات یہ ہے کہ ہم ان کے سامنے یہ گزارش کریں گے کہ متعلقہ منسٹر صاحب آج نہیں ہیں ان کو کوئی ضروری کام پڑ گیا۔ آپ لوگوں سے درخواست ہے کہ اگر اسپیکر صاحب ان سوالات کو ڈیفر کریں۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب! اس سیشن میں کسی دوسرے دن پر رکھ لیں کوئی بات نہیں۔ لیکن اسی سیشن میں ہوں سر!

جناب اسپیکر: کتنے سوالات ایجوکیشن کے بارے میں ہیں؟ سوال نمبر۲۰۶، ۲۰۷ اور ۲۲۷ مورخہ ۱۶ تاریخ کے اجلاس کے لئے مؤخر کئے جاتے ہیں۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محمد خان مینگل (سیکرٹری اسمبلی): آج متعدد وزراء اور معزز ممبر صاحبان نے نجی و سرکاری مصروفیت کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کرنے کی درخواستیں دی ہیں۔

مسٹر عبدالغفور لہڑی وزیر صنعت، مسٹر عبدالواحد صدیقی وزیر تعلیم، مسٹر شبیر احمد بادینی ممبر، سید شیر جان بلوچ وزیر جی ڈی اے، مسٹر محمد نسیم تریالئ ممبر اور ڈاکٹر ربابہ خان ممبر۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ (رخصت منظور ہوئی)

عبدالرحیم زیارتوال: جناب! پانچ تاریخ کے اجلاس میں آپ نے چیئر مین پینل کا اعلان نہیں کیا تھا اور آج بھی نہیں کیا۔

جناب اسپیکر: مجھے یاد ہے پہلا دن شروع کا دن ہوتا ہے۔

جان محمد بلیدی: جناب! میں آپ کے توسط سے وزیر قانون سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں مسئلہ افغانستان کے الیکشن کا ہے جو ہو رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے؟

جان محمد بلیدی: یہ اہم مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر: یہ اہم مسئلہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے آپ یہ بتا دیں؟

جان محمد بلیدی: یہ قومی اسمبلی میں بنتا ہے سینٹ میں بنتا ہے ہر جگہ بنتا ہے۔

جناب اسپیکر: کچکول صاحب سے پوچھیں بنتا ہے۔ کچکول صاحب ہمارے وزیر نہیں ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر کی تعریف آپ پڑھ لیں یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے آپ ایسے ٹائم ضائع نہ کریں۔

جان محمد بلیدی: جناب! اہم مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر: بے شک اہم مسئلہ ہے میں یہ بات نہیں کر رہا ہوں۔ جی شاہ زمان رند صاحب۔ آپ کی بات صحیح ہے لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر آپ کا نہیں بن رہا ہے۔

جان محمد بلیدی: xxxxxxxxxxxxxxxxxx

جناب اسپیکر: باتیں کارروائی کا حصہ نہیں۔انہیں کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جی شاہ زمان رند صاحب اپنی تحریک استحقاق نمبر ۱۶ پیش کریں۔

تحریک استحقاق نمبر ۱۶

شاہ زمان رند: میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد وانضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۵۶ کے تحت درج ذیل تحریک استحقاق کا نوٹس دیتا ہوں۔تحریک یہ ہے کہ ۱۴ ستمبر ۲۰۰۸ء کو فلائٹ نمبر ۳۲۸ جو کہ کوئٹہ سے اسلام آباد کے لئے جارہی تھی جس میں وزیراعلیٰ بلوچستان گورنر بلوچستان، کور کمانڈر بلوچستان، وزیرخزانہ بلوچستان اوراس کے علاوہ متعدد ایم پی اے ایم این اے سینیٹر اسی پرواز میں اسلام آباد گئے اس فلائٹ میں میرا بھی ٹکٹ تھا اور پی آئی اے آفس والوں نے ایئرپورٹ پر air fex بھی دے دیا گیا تھا جس میں میرا نام بھی موجود تھا لیکن اس کے باوجود میرا بورڈنگ کارڈ نہیں دیا گیا اور میں اس فلائٹ سے سفر نہیں کرسکا۔جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ ۱۴ ستمبر ۲۰۰۸ء کو فلائٹ نمبر ۳۲۸ جو کہ کوئٹہ سے اسلام آباد کے لئے جارہی تھی جس میں وزیراعلیٰ بلوچستان گورنر بلوچستان، کور کمانڈر بلوچستان، وزیرخزانہ بلوچستان اوراس کے علاوہ متعدد ایم پی اے ایم این اے سینیٹر اسی پرواز میں اسلام آباد گئے اس فلائٹ میں میرا بھی ٹکٹ تھا اور پی آئی اے آفس والوں نے ایئرپورٹ پر air fex بھی دے دیا گیا تھا جس میں میرا نام بھی موجود تھا لیکن اس کے باوجود میرا بورڈنگ کارڈ نہیں دیا گیا اور میں اس فلائٹ سے سفر نہیں کرسکا۔ جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔ جی شاہ زمان رند صاحب آپ اس کی admissibility پر کچھ کہیں گے؟

شاہ زمان رند: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جیسا کہ میں نے تحریک استحقاق پیش کی ہے کہ پی آئی اے وفاقی ادارہ ہے اگر ایک ایم پی اے کے ساتھ اس طرح کرسکتے ہیں تو پھر عام آدمی کیساتھ ان کا کیا رویہ ہوگا ان کے اس عمل سے یہ چیز ظاہر ہوتی ہے جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان اسمبلی کے جتنے بھی ممبران

بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے xxxxxxxxxxxxxxxxxxxxx

ہیں بلوچستان کے سب سے بڑے ادارے سے ان کا تعلق ہے جہاں پر قانون سازی ہوتی ہے اس ادارے کا ممبر اگر کسی ادارے کا یہ رویہ ہوا سکے ساتھ تو اسی آفس کا ایک ملازم وی آئی پی میں آتا ہے ان کے پاس ٹکٹ ہوتا ہے لیکن اسکے باوجود جو بعد میں آنے والے لوگ ہیں خدا جانے ان کا لین دین ہوتا ہے کیا طریقہ ہوتا ہے کہ وہ بعد میں آنے والوں کو ان کے کارڈ اسی ٹائم اشو ہوتے ہیں جناب اسپیکر! بلوچستان اسمبلی سے ائیر پورٹ کے لئے ہمیں کارڈ اشو ہوتا ہے جو ایک لیٹر ہمیں اب پہنچا ہے اس سے پہلے بھی ہمیں ۲۰۰۷ء کے لئے کارڈ پروٹوکول کے لے جو ہمارے استحقاق کے مطابق ہمیں دیا گیا ہے اگر یہ کارڈ ہمیں دیا جاتا ہے اس کے باوجود ہمیں ائیر پورٹ والے یا ایک ادارے والے جان بوجھ کر تنگ کرتے ہیں ہماری اس دن وہاں بہت ضروری میٹنگ تھی اس کے علاوہ دوسرے دن بھی فلائٹ نہیں تھی جناب اسپیکر! المیہ تو یہ ہے کہ روزانہ اسلام آباد کے لئے فلائٹ ہوتی بھی نہیں ہے تا کہ دوسرے دن آدمی سفر کر سکے اور اگر کسی کا کام ہو تو اسکو ایک دن پہلے جانا چاہیے جو کہ ہمارے لئے بہت بڑا مسئلہ ہے اگر یہی رویہ رہا تو میں سمجھتا ہوں اگر اس روز میرا استحقاق مجروع ہوا، کل کسی منسٹر کا بھی ہوگا شاید آپ کا بھی ہو، کیونکہ اگر یہ ہمیں کارڈ اشو کرتے ہیں کہ ائیر پورٹ پر ہمیں پورا پروٹوکول دیا جائے گا تو ایسے کارڈ جو اشو کرتے ہیں ہمیں نہیں چاہیے ہمیں اسی حساب سے رکھنا چاہیے جیسے ہمارے عوام ہیں اگر اس حساب سے ہمیں رکھتے ہیں تو ہم اعتراض بھی نہیں کریں گے ہمارا استحقاق مجروع بھی نہیں ہوگا لیکن اگر یہ ادارے والے ایسا رویہ رکھیں گے میں سمجھتا ہوں یہ ہمارے سب کے لئے ایک مسئلہ ہے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے پوری اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ اس کے توسط سے یہ ہمیں کارڈ جاری ہوئے ہیں اور اسی اسمبلی کے نام سے ہم جانے اور پہچانے جاتے ہیں شکریہ جناب اسپیکر!

<u>جناب اسپیکر</u>: اس بارے میں کوئی اور کچھ کہنا چاہتا ہے؟

<u>میر جان محمد جمالی</u>: جناب اسپیکر! اسی تحریک استحقاق کو ذریعہ بناتے ہوئے میں ایوان سے گزارش کرونگا کہ مشترکہ قرارداد لائی جائے جس میں فلائٹس کا بھی ذکر ہو صرف پی آئی اے کی اجارہ داری نہیں ہونی چاہیے اس میں دوسری ائیر لائنز کو بھی شروع کیا جائے تا کہ ان کی اجارہ داری ختم ہو جائے وہ ایرویشیا کی شکل میں، شاہین کی شکل میں دوسری ائیر لائنز کی شکل میں ہو کسی زمان میں کچھ دنوں کے لئے بوجا ائیر لائنز

اور سیف ائیر لائنز چلی تھیں وہ بھی بیٹھ گئیں کیونکہ سول ایوی ایشن اتھارٹی ان کو مراعات دینے لئے تیار نہیں ہے یہ جو پی آئی اے کی اجارہ داری ہے اس پر ہمیں ایک مشترکہ قرارداد لانی پڑے گی کہ یہ اس طرح کہ پہلے تو عزت کریں شاہ زمان رند کا اکیلا مسئلہ نہیں ہے یہ ایک ایم پی اے کا مسئلہ ہے ایم پی اے بلوچستان کی نمائندگی کی علامت ہے اس کا نوٹس لیا جائے اور ایک مشترکہ قرارداد لائی جائے، ۱۹ تاریخ سے پہلے کہ جس میں پی آئی اے کے علاوہ اور ائیر لائنز تو شروع ہے لیکن بدھ کو کوئی فلائٹ اسلام آباد کے لئے نہیں جاتی، بدھ کو بھی فلائٹ شروع کی جائے تو میں ہوم منسٹر سے بولنے کے لئے میں ان سے بھی یہ گزارش کرونگا کہ ساری چیزوں کو ایک مربوط طریقے سے پیش کریں اور اوپر پھر شنوائی بھی کرائیں اور پی آئی اے کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں بلوچستان کے نمائندے ہوتے ہیں ان کو بھی اپنے صوبے کے لئے بولنا چاہیے صرف آنے جانے کا مفت ٹکٹ نہیں ہونا چاہیے یہ میری گزارش ہے کہ اس چیز کا نوٹس لیا جائے اور اس ایوان میں ایک مشترکہ قرارداد ان سارے مسائل کے تدارک کے لئے لائی چاہیئے۔شکریہ!

<u>جناب اسپیکر</u>: او کے اس پر میں رولنگ دیتا ہوں کوئی اور اگر بولنا چاہے۔ جی محترمہ!

<u>محترمہ روبینہ عرفان</u>: جناب اسپیکر! میں شاہ زمان رند صاحب کی تحریک استحقاق کی حمایت کرتی ہوں واقعی پی آئی اے کا رویہ بالکل مذمت کے قابل ہے کیونکہ انہوں نے میرے ساتھ بھی بدتمیزی کی جس وقت میں امریکہ جارہی تھی جناب اسپیکر! اسلام آباد کی ائیر پورٹ سے جس کی میں نے امیگریشن already کراچکی تھی کراچی ائیر پورٹ سے انہوں نے اسلام آباد ائیر پورٹ پر مجھے نیند سے جگا کر مجھ سے میرے ویزہ کا پوچھا جناب اسپیکر! میں نے بلوچی کپڑے پہنی ہوئی تھی انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ میں ایک ایم پی اے ہوں تو کہنے لگے کہ آپ امریکہ کیسے جارہی ہیں بغیر ویزے کے کوئی جا نہیں سکتا جب میں تھرو امیگریشن ہو چکی ہوں تو مجھے کیوں روکا گیا اس سے میرا استحقاق بھی مجروح ہوا میں پی آئی اے کے رویے کی بالکل مذمت کرتی ہوں اور ان کو condemn کرتی ہوں کہ اسکا نوٹس لیا جائے۔

<u>جناب اسپیکر</u>: او کیجی زیارتوال صاحب!

<u>عبدالرحیم زیارتوال</u>: شکریہ جناب اسپیکر! جو تحریک استحقاق شاہ زمان رند صاحب لے آئے ہیں ۱۰/اگست کو میں پی آئی اے سے اسلام آباد جارہا تھا میں وی آئی پی لاؤنج میں بیٹھا ہوا تھا وہ ٹکٹ ان کو

بورڈنگ کارڈ لینے کے لئے دیا گیا پندرہ بیس منٹ کے بعد وہ آدمی آیا اور اس نے مجھے کہا کہ آپ کا ٹکٹ منسوخ کر کے کسی اور کو دیا گیا ہے میں ان کے ساتھ گیا وہاں پر انہوں نے دوسری کلاس کے پیسے لئے دوبارہ ٹکٹ دینے لگے میں ابھی تک وہاں بیٹھا نہیں ہوں کہ وہ میرے پاس آئے کہنے لگے ان سے غلطی ہوگئی ہے تو پی آئی اے والے ان معنوں میں بالکل سنجیدہ نہیں ہیں اور ہماری ان چیزوں کو اس طریقے سے پامال کرتے ہیں پی آئی اے کو پابند بنانے کے لئے خصوصاً وی آئی پی ہمارے صوبائی اسمبلی کے جو ممبران ہیں ان کے ساتھ اس کا جو برتاؤ ہے جو سلوک ہے بالکل نا قابل برداشت ہے تو اس سلسلے میں یہ جو تحریک استحقاق ہے اس تحریک استحقاق پہ آپ ایسی رولنگ دیں گے کہ پی آئی اے کو آپ اس سلسلے میں پابند کریں گے ان کو بلوائیں میں آپ کو جو تاریخ بتا رہا ہوں اس دن میں نے دو ٹکٹوں کے پیسے جمع کروائے دوبارہ ٹکٹ لے لیا لیکن میرا ٹکٹ ۱۰/اگست کو انہوں نے منسوخ کیا۔

<u>جناب اسپیکر:</u> اوکے تحریک پہ مذکورہ معاملات تحقیقات طلب ضرور ہے لیکن بظاہر استحقاق مجروح نظر آ رہا ہے لہٰذا بہتر ہوگا کہ یہ تحریک باقاعدہ طور پر منظور کرنے سے پیشتر پی آئی اے کا مجاز افسر میرے چیمبر میں ۱۹/اکتوبر سے پہلے پہلے اس سلسلے میں مجھے آگاہ کرنا چاہئے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ، عبدالرحیم زیارتوال، محمد نسیم ترایلی، عبدالمجید خان اچکزئی، شفیق احمد خان اور میر من اسپوزمئی صاحبہ میں سے کوئی ایک مشترکہ تحریک التوا نمبر ۱۴۱ پیش کریں۔

<u>حافظ حمد اللہ (وزیر صحت):</u> جناب اسپیکر! point of order یہ پچھلے دن جو اپوزیشن کی طرف سے اسمبلی کا جو اسٹاف ہے خاص کر جو قابل ذکر ہے انہوں نے ذکر کیا کہ گریڈ ۱۶ کے آفیسر اسکے متعلق کچھ ایسے الفاظ ہیں جو ریکارڈ پر نہیں لانا چاہیے لہٰذا آپ سے گزارش یہ ہے کہ ان کو ریکارڈ سے حذف کیا جائے۔

<u>جناب اسپیکر:</u> ۵ تاریخ کے اجلاس میں اسمبلی اسٹاف کے بارے میں جو بھی باتیں ہوئی ہیں وہ تمام کے تمام کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

<u>میر جان محمد جمالی:</u> جناب! ایک بات ہے جو ہم ایوان کے نوٹس میں لے آئے ہیں اسمبلی کا یہ کوئی طریقہ تو نہیں ہے پہلے بھی ایک دفعہ اس اسمبلی میں یہ ہو چکا ہے کہ بغیر قوانین کے رولز اور اسمبلی کو اعتماد میں لئے بغیر تبدیل کئے گئے یہ طریقہ کار نہیں ہے کہ ایک اہلکار غلط کام کرتا ہے اور ہم اس کو تحفظ دیں۔ یہ نہیں چلے گا

جناب اسپیکر! چاہے وہ اسمبلی کا ہو یا کوئی اور۔

جناب اسپیکر: جی زیارتوال صاحب آپ اپنی مشترکہ تحریک التوا نمبر ۱۴۱ پیش کریں۔

مشترکہ تحریک التوا نمبر ۱۴۱

عبدالرحیم زیارتوال: شکریہ جناب اسپیکر! ہم اسمبلی کے قواعد وانضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۷۰ کے تحت تحریک التوا کا نوٹس دیتے ہیں تحریک یہ ہے کہ سال ۲۰۰۴ء اور ۲۰۰۵ء کے بجٹ میں عدم مساوات کی بنیاد پر اراکین اسمبلی کی تجویز کردہ اسکیمات کو یکسر نظر انداز کرنے کے برخلاف حزب اختلاف کے بائیکاٹ کے نتیجے میں ۱۶/اگست ۲۰۰۴ء کے اجلاس میں اسپیکر کی سربراہی میں سولہ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس میں آٹھ آراکین حزب اقتدار اور آٹھ اراکین حزب اختلاف سے لئے گئے تھے کمیٹی کو ۲۰/ستمبر ۲۰۰۴ء تک اپنی رپورٹ اور حزب اختلاف کے اراکین کی اسکیمات کو بجٹ میں شامل کرنے کا مکمل اختیار دیا گیا تھا مگر افسوس کا مقام ہے نہ تو کمیٹی کا اجلاس ہوا ہے اور نہ ہی اپوزیشن اراکین کی اسکیمات کو شامل کیا گیا ہے لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ سال ۲۰۰۴ء اور ۲۰۰۵ء کے بجٹ میں عدم مساوات کی بنیاد پر اراکین اسمبلی کی تجویز کردہ اسکیمات کو یکسر نظر انداز کرنے کے برخلاف حزب اختلاف کے بائیکاٹ کے نتیجے میں ۱۶/اگست ۲۰۰۴ء کے اجلاس میں اسپیکر کی سربراہی میں سولہ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس میں آٹھ آراکین حزب اقتدار اور آٹھ اراکین حزب اختلاف سے لئے گئے تھے کمیٹی کو ۲۰/ستمبر ۲۰۰۴ء تک اپنی رپورٹ اور حزب اختلاف کے اراکین کی اسکیمات کو بجٹ میں شامل کرنے کا مکمل اختیار دیا گیا تھا مگر افسوس کا مقام ہے نہ تو کمیٹی کا اجلاس ہوا ہے اور نہ ہی اپوزیشن اراکین کی اسکیمات کو شامل کیا گیا ہے لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔

جی اس کی admissibility پر آپ کچھ کہیں گے؟

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے یہ جو کمیٹی بنی ہے پی ایس ڈی پی کے حوالے سے اس کا پہلا اجلاس آپ کی سربراہی میں ہوا اور اس وقت آپ چیئرمین کی حیثیت سے اجلاس کے سامنے لا چکے تھے اور دوسرے اجلاس کی تاریخ بھی مقرر کی گئی آپ سب غیر ملکی دورے پر تھے وہاں سے

واپس آ کر بیٹھ گئے تو اس دن دونوں جانب سے ممبران غیر حاضر تھے اور اب چونکہ اس وقت بجٹ پاس ہونے کے بعد تقریباً تین مہینے گزرنے کو ہیں یہ مسئلہ اب تک حل طلب ہے اور حل نہیں ہوا ہے اس میں جناب اسپیکر! گزارش یہ کرنا چاہیں گے کہ جلد سے جلد اس کا اجلاس بلوا کر ہم ساتھی بیٹھ کر جو کمیٹی بنی ہے اور جو مسئلہ ہمیں درپیش ہے اس مسئلے کا حل نکالا جائے اور اس کو مزید التوا میں نہ رکھا جائے اگر اس طرح سرد خانے کی نذر رہوتا رہا جیسا کہ پہلا ہوا ہے تو جو اعتماد جو کمیٹی پر کیا گیا ہے یا جو گورنمنٹ سے توقعات ہیں وہ مجروح ہو جائیں گے تو گذارش ہماری ہے کہ جلد سے جلد آپ کی سربراہی میں یہ اجلاس بلایا جائے اور اس سیشن کے دوران اگر ہم فیصلے کریں اسمبلی کے اجلاس میں اس کو پیش کر کے اور اسمبلی سے اس کی منظوری لیں تو یہ چونکہ اس کو اتنے مہینے گزر گئے ہیں اور ابھی تک یہ التوا میں پڑا ہوا ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ اس کو مزید التوا میں نہ رکھیں اور یہ حل کیا جائے۔

<u>جناب اسپیکر:</u> میری گزارش ہے چونکہ آپ ذرا حقیقت پسند ہیں آپ ذرا یہ ساتھ میں کہیں کہ جو delay ہوا ہے اس میں قصور کن کا تھا؟

<u>عبدالرحیم زیارتوال:</u> جو اجلاس delay ہوا ہے لیکن پہلے اجلاس میں جو ہم نے مٹیریل سامنے رکھے اور دوسرے اجلاس میں میں نے کہہ دیا آپ وہاں سے آ گئے دونوں جانب سے ہمارے ممبران غیر حاضر تھے اور رکوئیسٹ ہی ہے کہ واقعی اگر ٹریژری بنچز والے اس کو اگر سنجیدگی سے نہ لیں تو ہمارے لئے تو بہت بڑا مسئلہ ہے ہماری اپوزیشن کے ساتھیوں سے رکوئیسٹ ہے جو ممبران ہیں وہ کم سے کم اپنی حاضری کو یقینی بنائیں اور اس بنیاد پر اس مسئلے کو حل کیا جائے۔

<u>کچکول علی ایڈووکیٹ:</u> جناب! اگر اجازت ہو تو۔

<u>جناب اسپیکر:</u> جی!

<u>کچکول علی ایڈووکیٹ:</u> جناب! اس دن جو میٹنگ ہوئی ہے واقعی اس دن ہم بھی مصروف تھے لیکن آپ کو ہم نے رکوئیسٹ کی تھی کہ ہمارا ایک باہر سے آدمی آیا ہے اس سے ملنا ہے لیکن یہ ذمہ داری ہماری دونوں ٹریژری بنچز کی بھی تھی اور اپوزیشن کی بھی تھی۔ لیکن ہم دس پندرہ منٹ میں اپوزیشن والے آئے تھے اور چیمبر میں بیٹھے تھے اگر ہم اس بحث کو چھوڑیں ابھی جلدی اس کے لئے میٹنگ کا انعقاد کر لیں آپ نے

پہلے بیس تاریخ مقرر کی تھی، آج یہ بھی کہیں کہ فلاں تاریخ تک اس کو فائنل کریں ایسا نہ ہو کہ پھر یہ پہلے کی طرح چلا جائے۔

جناب اسپیکر: اس مسئلے پر انشاءاللہ میں اپنے چیمبر میں مشورہ کرتا ہوں، اجلاس جلد ہی بلاؤں گا۔ او کے۔

تحریک التوا نمبر ۱۴۱ نمٹا دی گئی۔

عبدالرحیم زیارتوال، سردار محمد اعظم موسیٰ خیل، عبدالمجید خان اچکزئی، محمد نسیم تریالئی اور میر من سپوژمئی صاحبہ مشترکہ تحریک التوا نمبر ۱۴۲ پیش کریں۔

مشترکہ تحریک التوا نمبر ۱۴۲

عبدالرحیم زیارتوال: شکریہ جناب اسپیکر! ہم اسمبلی کے قواعد وانضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۷۰ کے تحت تحریک التوا کا نوٹس دیتے ہیں تحریک یہ ہے کہ اس وقت اندرون صوبہ ڈاکٹر لیڈی ڈاکٹر ڈسپنسرز اور نرسز اور دیگر عملہ نہ ہونے کی وجہ سے اکثر آر ایچ سیز اور بی ایچ یوز اور سول ڈسپنسری بند پڑے ہیں جن میں قلعہ عبداللہ ہرنائی گلستان دوبندی موسیٰ خیل اور چمن کے اضلاع شامل ہیں اسمبلی فلور پر متعدد بار غیر فعال مراکز صحت کی نشاندہی کی جا چکی ہے مگر افسوس دو سال گزرنے کے باوجود اکثر فعال نہیں کئے گئے اور جو فعال ہیں وہاں ایکسرے مشین، ڈینٹل یونٹ، ایمبولینس اور دیگر دوائیاں اور دیگر ضروری سامان کی کمی ہے شدید قحط سالی کی وجہ سے ان اضلاع کے عوام مختلف بیماریوں کا شکار ہیں لہٰذا ایوان کی کارروائی روک کر اس فوری اہمیت کے حامل مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک یہ ہے کہ اس وقت اندرون صوبہ ڈاکٹر لیڈی ڈاکٹر ڈسپنسرز اور نرسز اور دیگر عملہ نہ ہونے کی وجہ سے اکثر آر ایچ سیز اور بی ایچ یوز اور سول ڈسپنسری بند پڑے ہیں جن میں قلعہ عبداللہ ہرنائی گلستان دوبندی موسیٰ خیل اور چمن کے اضلاع شامل ہیں اسمبلی فلور پر متعدد بار غیر فعال مراکز صحت کی نشاندہی کی جا چکی ہے مگر افسوس دو سال گزرنے کے باوجود اکثر فعال نہیں کئے گئے اور جو فعال ہیں وہاں ایکسرے مشین، ڈینٹل یونٹ، ایمبولینس اور دیگر دوائیاں اور دیگر ضروری سامان کی کمی ہے شدید قحط سالی کی وجہ سے ان اضلاع کے عوام مختلف بیماریوں کا شکار ہیں لہٰذا ایوان کی کارروائی روک کر اس فوری اہمیت کے حامل مسئلے پر بحث کی جائے۔ جی اس کی admissibility پر کچھ بولنا چاہیں گے؟

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! چونکہ اس کا تعلق ہمارے ضلع سے ہے اسمیں میں مختصر الفاظ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ضلع کی بدقسمتی بھی ہے کہ منسٹر بھی ہمارے ضلع کا ہے اور اس میں جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے بدقسمتی سے اس میں جو ذکر بی ایچ یو اور آر ایچ سی تو میں بھی ایک ایسے حلقے کا ایم پی اے ہوں جہاں میرے پورے حلقے میں ایک بھی ایمبولینس نہیں ہے ڈاکٹر ہیں، اس میں کوئی شک نہیں اس میں ڈاکٹر وغیرہ لگائے ہوئے ہیں مگر کوئی بھی ڈاکٹر ڈیوٹی پر نہیں ہے تو ہماری اس دن منسٹر صاحب سے بھی بات ہوئی تھی کہ ہم اس بارے میں بیٹھ کر ایک فیصلہ کر لیتے ہیں اگر وہ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس بارے میں یہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کے ساتھ بیٹھ جائیں اور فیصلہ ہمارے ساتھ کر لیں تو ہم اس تحریک پر زور نہیں دیں گے۔

محمد اکبر مینگل: جناب اسپیکر! اس میں میں ایک توسیع کرنا چاہوں گا ضلع خضدار کو بھی اس میں شامل کر لیں کیونکہ ضلع خضدار میں آٹھ ڈسپنسریاں بند پڑی ہیں۔

محمد اسلم بھوتانی (ڈپٹی اسپیکر): جناب! ضلع لسبیلہ میں اڑتالیس ڈسپنسریاں ایسی بند پڑی ہیں جہاں لوگ جانور باندھتے ہیں ڈاکٹر نہیں ہیں۔ تو میرے خیال میں ضلع لسبیلہ کو اس میں ڈالا جائے تو مہربانی ہوگی تو یہ انسانی خدمت کے حوالے سے بھی ضروری ہے۔

جناب اسپیکر: او کے۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر! یہ مسئلہ سارے بلوچستان کا ہے سارے بلوچستان کو شامل کیا جائے۔

سردار ثناء اللہ زہری: میں یہ تجویز دونگا کہ سارے اضلاع کو شامل کریں۔ یہ آج سے نہیں ہے ہم نے ۱۹۸۸ء سے یہ ڈسپنسریاں بنائی ہوئی ہیں اور آج ان کی بلڈنگیں بھی وہاں پر نہیں ہیں تو یہ سارے بلوچستان کا مسئلہ ہے، اس کو بحث کیلئے منظور کیا جائے۔ اور فوری اس پر ایکشن لیا جائے۔

جناب اسپیکر: آپ کی بات ہم نے سنی۔ آیا اس تحریک کو بحث کے لئے منظور کیا جائے۔

(رولنگ)

تحریک کو قاعدہ نمبر ۷۵ کے تحت مطلوبہ اراکین کی حمایت حاصل ہوئی لہٰذا ۱۹/ اکتوبر کے اجلاس میں اس پر بحث ہوگی۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب آپ نے تو دوسری جانب سے پوچھا ہی نہیں یہ بحث کے لئے کیسے منظور ہو گئی۔

جناب اسپیکر: اگر شاہ صاحب پھر بھی آپ کو اعتراض ہے میں دوبارہ اس پر رائے شماری لیتا ہوں۔ جو اس کے حق میں ہیں ہاتھ اٹھائیں۔ حافظ صاحب یہ بحث کے لئے پورا ہوتا ہے ۹/اکتوبر کے اجلاس کے لئے بحث کے لئے منظور ہے۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر! آپ کی رولنگ سر آنکھوں پر حقیقت میں یہ تحریک التوا بنتی ہی نہیں ہے تحریک التوا ہوتی ہے فوری نوعیت کا۔ آپ اس مسئلے کی نوعیت کو دیکھیں ۱۹۸۸ء سے بی ایچ یوز میں ڈاکٹر نہیں ہیں۔ یہ ایک ہفتے کا دو دن کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ تو پچھلے دس سال کا مسئلہ ہے تو یہ کونسی تحریک التوا بنتی ہے۔

جناب اسپیکر: مطلوبہ اراکین کی حمایت حاصل ہے۔

سردار صاحب! ۵/اکتوبر کے اجلاس میں بحث کے لئے منظور شدہ مشترکہ تحریک التوا نمبر ۱۴۳ پر عام بحث ہوگی۔ سردار صاحب آپ تشریف رکھیں۔ اس تحریک پر جو بولنا چاہتے ہیں وہ اپنے نام نوٹ کرا دیں۔

مشترکہ تحریک التوا نمبر ۱۴۳ پر عام بحث۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب والا! یہ جو پچاس لاکھ ہمیں ہر سال فنڈز کے نام سے دیئے جاتے ہیں تاکہ ہم ترقیاتی کاموں کے لئے اس کو مختص کریں گزشتہ سال جو ہم لوگوں کو پیسے دیئے گئے تھے ہم لوگوں نے بروقت وہ پیسے جو ہمیں پروفارما دیا جاتا ہے جمع کئے۔ لیکن ہمارے ہاں کچھ کمزوریاں ہیں یا لوگوں کی جو کارکردگی ہے ان کی جناب! غفلت کی وجہ سے جو ہمارے عوامی فنڈ ہیں اور مفاد عامہ کے لئے دے دیتے ہیں۔ اس کی سزا ہم ایم پی ایز کو نہ دی جائے بلکہ اس ڈیپارٹمنٹ کو دیا جائے کہ وہ اس پر کیوں بروقت implement نہیں کرتا لیکن ہم وہاں دیکھ رہے ہیں کہ وہاں مانیٹرنگ کا کوئی سلسلہ نہیں۔ اس کے باوجود ہمیں فنڈز دیدیتے ہیں اس فلور پر ہمارے ایک وزیر اور وزیر خزانہ نے بھی کہا کہ ہم ان فنڈز کو لیپس ہونے نہیں دیں گے۔ ہم ایم پی ایز نے ایک بات سمری میں کہی ہے جو لیپس کے سلسلے میں ہے کہ اس کو دوبارہ بحال کیا جائے وہ بھی کہتا ہوں کہ یہ عقل سلیم کے خلاف ہے کہ اے سی ایس نے کہہ دیا ہے کہ جو اسکیم

on going ہے اس کے پیسے lapse نہیں کئے جائیں گے اور وہ پیسہ on going نہیں اسے lapes کیا جاتا ہے جو ایم پی اے فنڈز چھوٹی موٹی اسکیموں کے لئے دیں گے جونئی اسکیمات ہیں ابھی ہم نے ایک ونڈمل دیا ہے وہ تین لاکھ چار لاکھ کا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے اس ونڈمل کے لئے پہلے کوئی پیسہ مختص کیا ہے کہ وہ جاری اسکیمات کے زمرے میں شامل ہو جائے اور on going ہو۔ہم دیکھتے ہیں ٹیکنیکل بحث پر ایسا نہ ہو کہ جو انہوں نے پہلے lapse کئے اس کو حربہ کے طور پر استعمال کر کے یہی پیسے ایم پی ایز کو دیئے گئے یہ on going اسکیم نہیں ہے کہ یہ lapse ہیں یہ ٹیکنیکل معاملہ ہے فنانس منسٹر اس پر اظہار خیال کریں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ غفلت ہماری نہیں غفلت ان departments کی ہے کہ جنہوں نے یہ پیسے بروقت utilize نہ کئے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آج تک کسی افسر سے نہیں پوچھا گیا ہے کہ انکی غفلت سے یہ فنڈز lapse ہوئے یا یہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ سارے بی ایچ یوز بند ہیں کسی سے یہ نہیں پوچھا جاتا کہ یہ ہسپتال کیوں بند ہیں۔ڈاکٹر صاحب آپ ڈیوٹی نہیں دیتے۔ٹیچر صاحب آپ ڈیوٹی نہیں دیتے۔انجینئر صاحب آپ بروقت پی سی ون نہیں بنا رہے۔ یہ سارے مسائل میں کہتا ہوں کہ یہاں جو ڈیپارٹمنٹ انچارج منسٹرز ہیں وہ خوش اسلوبی سے اپنی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔اُن کے لئے یہ تو سیکنڈری اور ثانوی اہمیت کے مسائل ہیں۔معلوم نہیں اُن کی توجہ کس طرف ہے۔اور اِسکی وجہ سے ہم یہ دیکھ رہے ہیں ابھی تو سردی آنے والی ہے آپ کی پی ایس ڈی پی کے ابھی تک فنڈز ریلیز نہیں ہو رہے ہیں۔ بار بار ہم اِن چیزوں کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ یہ فنڈز اپریل اور مئی میں ہوں گے اُس وقت ہمیں پتہ ہے کہ وہ کس طریقے سے کرپشن، کس طریقے سے بے قاعدگیاں اُسوقت ہوں گی۔اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ حکومت کی یہ مقدس ذمہ داری بنتی ہے۔ ہر ایک منسٹر اپنے ڈیپارٹمنٹ کی، سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ اپنے تمام X E N کو کہیں کہ بروقت اپنے پی سی ون بنا دیں۔ پی ایچ ای ڈیپارٹمنٹ کو کہیں کہ بروقت اپنے پی سی ون بنا دیں۔اسی طرح اریگیشن ہے، ایگریکلچر ہے۔ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ یہاں جو مسائل ہیں انہیں جان بوجھ کر نظرانداز کیا جا رہا ہے۔ جناب! ہم ان کا جو غیر ذمہ دارانہ روّیہ ہے کہ ہم یہاں اُن چیزوں کی نشاندہی کر رہے ہیں اس اسمبلی میں بھی وہ سننے کے لئے تیار نہیں۔ بات یہ ہے کہ صرف اس لئے یہ حکومت میں آئے ہیں وہ صرف نام کے وزیر ہیں۔لیکن یہ وقت

جلد ہی نکل جائے گا۔ پھر یہ کہیں گے کہ ہم لوگوں نے اپنا قیمتی وقت لوگوں کے مفادات میں استعمال نہیں کیا۔ اور ہم ہر چیز کو عوام کے مفادات کو مدنظر رکھ کر کریں۔ یہ فنڈز عوام کے لئے ہیں لہٰذا انہیں لیپس ہونے سے بچایا جائے۔ جناب والا! رولنگ دیں۔ میرے خیال میں سارے ایم پی ایز ٹریژری بنچز کے ہوں یا اپوزیشن بنچز کے ہوں سب کے پیسے اسوقت لیپس ہو چکے ہیں۔ یہ ہماری گزارشات ہیں جناب!

جناب اسپیکر: مہربانی سردار اعظم صاحب! یہ نام دیئے ہیں بحث کے لئے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر اگر مجھے اجازت دیدیں تو پھر انکے سارے مسئلے حل بھی ہو جاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی!

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر صاحب! ہونا تو یہ چاہیے کہ جنہوں نے تحریک التوا پیش کی ہے پہلے وہ بولیں اسکے بعد پھر منسٹر حضرات بولیں۔ انکا نام نہیں ہے کیسے بحث کریں گے؟ تحریک التوا ہماری ہے۔

جناب اسپیکر: اس پہ تمام اراکین اسمبلی بحث کرسکتی ہے جب یہ بحث کیلئے منظور ہو جائے۔

میر جان محمد جمالی: جناب اسپیکر! ایک گزارش ہے۔ کہ یہ جو محرکین ہیں اگر مولانا واسع کی وضاحت سے تسلی وتشفی ہو جائے گی تو جو بحث ہے وہ اچھا رُخ اختیار کر لے گی۔ اگر خدانخواستہ وہ تسلی وتشفی نہ کرا سکے تو بحث کا رُخ دوسری طرف چلا جائے ا۔ کیونکہ دونوں طرف متاثرین ہیں۔ ٹریژری بنچز کی طرف بھی اور اپوزیشن کی بنچز کی طرف سے بھی ہیں۔ میں توقع کرتا ہوں کہ مولانا صاحب کچھ اچھی نوید سُنانے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ شکریہ!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جو تحریک التوا آئی ہے اسکے دو پہلو ہو سکتے ہیں۔ ہماری طرف سے یا گورنمنٹ کی طرف سے اس پر عملدرآمد کرنے میں شاید ہم سے بھی کچھ کوتاہی ہوئی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ممبر صاحبان سے نہ صرف حزب اختلاف بلکہ ہمارے ساتھیوں سے بھی بلکہ بذاتِ خود میں بھی اپنے اِس عمل کا ذمہ دار ہوں کہ میرے بھی گیارہ لاکھ روپے ایم پی اے فنڈ سے lapse ہوا ہے۔ میں نے یہ صورتحال آپ کے سامنے رکھ دی ہے یہ اس طرح ہے جناب اسپیکر! کہ ایم پی اے صاحبان جب

جون قریب ہوتا ہے تو مئی یا جون کے مہینے میں لگ بھگ اکثر و بیشتر یا اپریل کے مہینے میں ایم پی اے صاحبان ساری list جمع کرتے ہیں اور مکمل کرتے ہیں جبکہ اُس دوران نہ کوئی فیزیبلٹی بن سکتی ہے نہ کوئی اسٹیمیٹ بن سکتا ہے۔ نہ کوئی کام پایہ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے۔ جون جب آ جاتا ہے تو ظاہر بات ہے کہ وہ رقم lapse ہو جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کمزوری سب ممبر صاحبان میں ہے۔ لیکن کچھ اس طرح بھی میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے پہلے وقت میں دیا ہے ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کمزوری ہوئی ہے۔ لیکن اب تک تو کمزوری دونوں طرف سے ہوئی ہے صرف حکومت کی طرف کمزوری ڈالنا چاہتے ہیں تو یہ مناسب عمل نہیں اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ سارے حزب اختلاف والوں کی ذمہ داری ہے تو ہمارے ساتھی بھی اسمیں شریک ہیں۔ لیکن اب میں اس تحریک التوا کے حوالے سے جناب اسپیکر! حکومت کی طرف سے یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس کے بھی فنڈز لیپس ہوئے ہیں ہم سب سے پہلے لیپس شدہ فنڈز کیلئے انتظام کر لیتے ہیں یہ فنڈز ہم ریلیز کر دیں گے۔ لیکن آئندہ کے لئے میں اس فلور پہ کہتا ہوں کہ جنوری تک اگر کسی ایم پی اے صاحبان کی list جمع نہ ہو سکی اسکیمات کی نشاندہی نہیں کی گئی تو اسکے بعد ہم کسی سے کچھ نہیں لیں گے اور نہ ان کے lapse کرنے کے ذمہ دار ہوں گے۔

<u>جناب اسپیکر</u>: مولانا صاحب! یہ جو lapse شدہ فنڈ fund ہے اسکو آپ ریلیز کر دیں گے۔

<u>مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر)</u>: جی جناب! اب یہ جاری کر دیں گے جن جن ایم پی ایز صاحبان کا لیپس ہوا ہے وہ ہم جاری کر دیتے ہیں۔

<u>میر جان محمد جمالی</u>: جناب اسپیکر! اگر اجازت دیں میں ایوان کی مدد کے لئے میں آپ کی بات ایک انداز میں بتا دیتا ہوں۔ مولانا واسع صاحب نے تو یہ بڑی اچھی نوید سُنا دی کہ وہ فنڈز ریلیز کیئے جائیں گے کوئی لیپس نہیں کریں گے۔ میری قائد ایوان سے گزارش ہے کہ ایک ایسا اصول بنا دیں کہ ایم پی اے فنڈز کو non-lapseable declare کر دیں۔ یہ بہت آسان طریقہ ہے۔ (ڈیسک بجائے گئے) یہ پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ جناب اسپیکر! میں ان کی بہتری بھلائی کے لئے کہہ رہا ہوں۔

<u>مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر)</u>: جناب اسپیکر! یہ بات جیسا کہ جان جمالی صاحب فرماتے ہیں اگر اس طرح ایک نوٹیفکیشن چیف منسٹر صاحب کر لیں تو یہ بھی اچھا ہے کیونکہ پھر درمیان میں جب جون کا مہینہ

آ جاتا ہے اگر کام پایہ تکمیل تک نہ پہنچے تو بھی lapse نہیں ہوگا تو معاملہ آ گے چل پڑے گا۔لیکن ایک مرتبہ اگر یہ حل ہو جائے تو بہتر ہے۔اگر نہ ہو تو پھر ایم پی ایز صاحبان مہربانی کر کے کم از کم جنوری تک چھ مہینہ ہم دے دیتے ہیں۔ چھ مہینے تک وہ اپنی تجاویز دیں۔اس دوران وہ دورے بھی کر چکے ہوں گے اُنہوں نے تجاویز بھی دی ہوں گی وہاں اسکیمات کی نشاندہی بھی کی ہوگی۔ پی اینڈ ڈی تک پہنچا دیں۔ تا کہ اس دوران اس پہ کارروائی ہو، پی اینڈ ڈی feasibility یہ سب کچھ بناتا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بہتر ہے، میرا ارادہ یہ تھا کہ میں آج سارے ریکارڈ نکال لیتا ہوں تو ہر ایم پی اے صاحب نے تقریباً اپریل اور مئی کے مہینے میں اسکیمات جمع کی ہیں۔تو پھر جون تک ایک مہینہ جب رہ جاتا ہے ایک مہینہ بعد بجٹ بناتا ہے تو اسمیں کس طرح feasibility مکمل ہو سکتی ہے؟

<u>جناب اسپیکر</u>:اوکے۔ جام صاحب سے میں request کرتا ہوں کہ اگر جان جمالی کی تجویز پہ آپ کچھ کہنا چاہیں۔

<u>میر جان محمد جمالی</u>: سر! جام صاحب سے ایک اور گزارش بھی ہے۔ میں کچھ تاریخی حوالے سے اگر اجازت دیں میرے سارے دوست ۔۔۔۔۔۔

<u>جناب اسپیکر</u>: ہم لوگ مسئلہ حل کر رہے ہیں۔آپ خوامخواہ بول رہے ہیں۔نہیں ہم مسئلے کے حل کے لئے جا رہے ہیں۔

<u>میر جان محمد جمالی</u>:ہاں مسئلے کی حل کے لئے جا رہے ہیں۔ energy ضائع نہ کریں مسئلے کے حل کے لئے آئیں۔

<u>جناب اسپیکر</u>: صرف تقریر کرنی ہے تو پھر ٹھیک ہے اور اگر مسئلے کا حل چاہتے ہیں تو۔۔۔۔۔۔۔۔

<u>میر جان محمد جمالی</u>: جناب اسپیکر ! میری کوشش ہے کہ تھوڑا بہت جو تجربہ ہم رکھتے ہیں جام صاحب ،ہم بہتری کی طرف حالات کو لے جائیں۔ مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ جام صاحب خود پی اینڈ ڈی منسٹر رہے اور سینئر منسٹر بھی۔ مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ مولانا واسع میرے ساتھ بھی کابینہ میں رہے۔ایک مروجہ پالیسی نواب اکبر خان بگٹی صاحب کے وقت سے ہے کہ MPA funds are non-lapseable. ۔ بلوچستان کی روایت ہے چلتی آ رہی ہے۔جام صاحب کے نوٹس میں ہے۔

دوسری ایک چھوٹی سی مثال دوں میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا تھا لیکن کارکردگی کی بحث ہے۔ایک ڈی سی او کو جان جمالی لکھتا ہے کہ کمیونٹی سینٹر دے دیں۔ایک ڈی سی او کو کیا اختیار ہے کہ وہ اپنی سوچ کے مطابق کہے مجھے یہ ڈر تھا کہ وہ مہمان خانہ بن جائیں گے۔ڈی سی او کون ہوتا ہے ایم پی اے فنڈز کے بارے میں بات کرنے کے لئے جناب! (ڈیسک بجائے گئے) یہ میں جام صاحب کے نوٹس میں لاتا ہوں۔ڈی سی او کی جتنی نوکری ہے اُس سے زیادہ ہماری یہ پارلیمنٹری زندگی ہے۔تو میں اِسلئے کچھ چیزیں آپ کے نوٹس میں لا رہا ہوں۔یہ چیزیں اس طرح نہیں ہونی چاہئیں۔جام صاحب خود نوٹس لیں۔

جناب اسپیکر: جی زیارتوال صاحب! یا ایک بولیں۔جی اعظم موسیٰ خیل صاحب!

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: میں کافی دیر سے کھڑا ہوں شکریہ جناب اسپیکر! کہ آپ نے تحریک التوا نمبر ۱۴۳ پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ایسی کوئی بات نہیں ایوان میں وہ بات ہو جو fact and figure کے حوالے سے ۱۰۰ فیصد صحیح ہو سینئر منسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ ایم پی اے اپنی اسکیمات دینے میں تاخیر کرتے ہیں۔جناب اسپیکر! ACS کی جانب سے ایک چٹھی سارے ایم پی ایز کو بھجوائی گئی تھی کہ ۱۵/اگست تک آپ نے اپنی اسکیمات submit کرنی ہیں ۔میں نے ۳۰/اگست کو submit کیا جناب اسپیکر! واحد ایم پی اے میں ہوں کہ میں نے اپنی اسکیمات submit کی ہیں اس کے باوجود میرے آدھے فنڈز lapse ہوگئے ہیں دوسری گزارش یہ ہے جناب اسپیکر! یہ فلور پر جو وعدے ہوتے ہیں یہ وعدے کرنے میں بڑی سخاوت سے کام لیتے ہیں لیکن وعدہ پورا نہیں کرتے ہیں منسٹر فنانس نے وعدہ کیا تھا کہ آپ لوگوں کے جو فنڈز lapse ہوئے ہیں۔ان کو میں ریلیز کروں گا۔ابھی فنانس منسٹر موجود ہیں ان کے وعدے کہاں گئے۔جناب وعدے ہوتے ہیں ان پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ خدارا ایسے وعدے کریں جن کو پورا کرسکیں۔

جناب اسپیکر: جب کہہ دیا تو ہوگا۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر! آپ مجھے تھوڑا سا موقع دیں تا کہ میں fact and figure بتادوں۔ایسا نہیں کہ ہم اتنے گئے گزرے ہیں۔ایک بات ہم فلور پر لائیں اور اس کو ثابت نہ کرسکیں جناب اسپیکر! ACS کی طرف سے چیف منسٹر صاحب کو ۱۸/اگست ۲۰۰۴ء کو سمری گئی ہے۔

کہ آپ یہ فنڈ ریلیز کریں لیکن ابھی تک یہی سمری محترم قائدایوان کے میز پر پڑی ہوئی ہے دوسری بات یہ ہے کہ نسیم تریالئی کا فنڈ ۱۹/جون کو مشرق اخبار میں مشتہر ہوا ہے کہ آپ کا فنڈ ٹینڈر ہو گیا ہے۔ آپ خود دیکھیں جناب اسپیکر! اب موجودہ پی ایس ڈی پی میں ۴۲۵ملین روپے رکھے گئے ہیں اس میں ۱۰۰ملین زیادہ ہے یہی پیسے ہمیں اس فنڈز میں دیئے جائیں۔

جناب اسپیکر: انہوں نے اعلان کیا کہ وہ آپ کو دیں گے جہاں سے بھی دے دیں۔ جی رحیم صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! دونوں جانب سے معزز اراکین اس پر کچھ بول بھی چکے ہیں۔ یہ ہمارے ایم پی اے فنڈز کے حوالے سے مسئلہ ہے۔ قائدایوان صاحب ایوان میں تشریف فرما ہیں اور ٹریژری بنچز کے دوسرے ساتھی بھی تشریف فرما ہیں۔ جناب اسپیکر! اگر آپ کو یاد پڑتا ہو قائدایوان صاحب نے اعلان کیا تھا کہ ہر MPA اپنے حلقے میں اس کے اختیارات یا اس کی حیثیت وزیراعلیٰ کی ہوگی۔ جناب اسپیکر! وہ الفاظ جو ہمارے قائدایوان کہہ چکے ہیں۔ میں آپکو نشاندہی کرواتا ہوں بعض چیزیں انسان کو ناگوار گزرتی ہیں۔ اور ناگوار ہو کر بھی مجھے کہنا پڑ رہا ہے جام صاحب کے نوٹس میں لا چکا ہوں کہ میرے فنڈز خرچ کیسے ہونگے میرے حلقے کا ڈسٹرکٹ کا DCO میرا ٹیلیفون اٹینڈ نہیں کرتا میرے ساتھ اس نے علیک سلیک بند کر رکھی ہے۔ ان کے نوٹس میں تین مرتبہ لا چکا ہوں کہ میرے پیسے سارے lapse ہو چکے ہیں کیونکہ میں اپوزیشن میں ہوں۔ جناب اسپیکر! ایم پی اے کی حیثیت سے ہمارے استحقاقات ہیں کوئٹہ میں جو گیمز ہوئے ہیں مجھے بتائیں ٹریژری بنچز کا کوئی دوست اپوزیشن کے ایم پی ایز میں سے کسی کو انہوں نے دعوت دی ہمارا جو ایوان ہے اس کی تقدس ہے، جناب اسپیکر! اگر ہم اس کو اسطرح پامال کرتے رہیں گے اگر ہم احترام نہیں کریں گے یہ جو ہمارے فنڈز ہیں ہم دے دیتے ہیں implement کرنے والے سے پوچھ نہیں سکتے۔ تحریری میں نے دے دی ہے۔ کہ کوئی بھی اسکیم جس کے پیسے میرے ایم پی اے فنڈز کے ہیں میرے دستخط کے بغیر اس کو آپ ریلز نہیں کریں گے میں نے تحریر میں لکھ کر دیا ہے آج تک مجھے کسی نے نہیں پوچھا جو ادائیگیاں وہ کرتے ہیں جس طریقے سے کرتے ہیں کل پھر تو ہم اپوزیشن والے جن کے خلاف بولتے رہیں گے تو ریب اور نیب والے آجائینگے کہ یہ اسکیم کیسے ہوا یہ انتظامیہ کی وجہ سے جس طرح جان جمالی صاحب نے کہا DCO کو خدا کی حیثیت

سے اس طرح نہ بٹھائیں ضلعی ہیڈکوارٹر میں DCO کی اپنی ایک حیثیت ہے اور ایم پی ایز کی اپنی ایک حیثیت ہے۔ ضلع سبی سے میں ایم پی اے ہوں سبی میلے کا آج تک نہ مجھے کارڈ ملا ہے نہ وہاں مجھے جگہ دی گئی ہے۔ نہ ہمیں یہ بتایا گیا کہ آپ یہاں رہیں گے آپ کا یہ کارڈ ہے۔ پروگرام زیہ ہیں جام صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ہماری ٹریژری بنچز کے سب دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ ہمیں اس نظر سے دیکھتے ہیں۔ پھر اس ایوان کا خدا حافظ ہے۔ اور اگر ہم بحیثیت ایم پی ایز بات ہے کہ اگر کوئی آدمی کوئی ایم پی اے کسی شخص کو بلیک میل کر رہا ہے ایک حقیقی کام کے لئے ہمارے صوبے کے لوگ فرعون بن بیٹھے ہیں۔ آپ ان سے پوچھ نہیں سکتے آپ ان سے وہ کام نہیں کرواسکتے ہیں۔ آپ ان سے فون پر بات نہیں کرسکتے تو implement کیسے ہوگی۔ ہمارے وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہیں میں ان سے بھی گزارش کرتا ہوں مودبانہ التجاء ان سے بھی کہ خدارا ہمیں اپنے دفتروں کے چکر نہ لگوائیں ایم پی اے فنڈز lapse ہو چکے ہیں۔ آپ کے پاس سمری آچکی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس کو ریلیز کریں آپ اگر یہ چاہتے ہیں کہ تمام حضرات ایک ایک کر کے میرے دفتر میں آئیں پھر میں اس کو ریلیز کروں گا۔ تو یہ اچھی روایات نہیں برائے مہربانی جو سمری آپ کے پاس آچکی ہے۔ اور جو اسکیمیں ongoing ہیں اور بہت سی اسکیمات کو آپ جاری کر چکے ہیں اور یہ ongoing کے پیسے lapse ہوئے ہیں یہ ongoing بھی آپ جاری کرتے تو چیز ہم آپ کے سامنے نہ لاتے، قائد ایوان صاحب سے ہماری گزارش ہے کہ وہ انتظامیہ کے لوگوں کو اور ٹریژری بنچز کے ہمارے وزراء صاحبان کو پابند کریں۔ کہ یہ ہمارا استحقاق کسی بھی طریقے سے مجروح نہ کریں۔

<u>کچکول علی ایڈووکیٹ</u>: جناب اسپیکر! ہمارے اپوزیشن کے دوست ٹریژری بنچز کے دوستوں کی کمزوریوں یا بلوچستان کے مفادات کی خاطر جن چیزوں کی وہ نشاندہی کر رہے ہیں وہ انہیں سنجیدگی سے سننے کے لئے تیار نہیں۔ اور جناب اسپیکر! custodian آپ ہیں اور ہم لوگ تقریر کر رہے ہیں۔ وہاں وہ لوگ آپس میں سرگوشیاں کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اسمبلی کے آداب کے خلاف ہے جو معزز رکن یہاں باتیں کر رہے ہیں وہ سارے بلوچستان کے مفاد کی خاطر ہیں۔ آپ ان کی توجہ اس محرک کی طرف مبذول کرائیں۔ شکریہ!

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر! جیسا کہ مولانا عبدالواسع صاحب نے بھی کہا کہ ہمارے محکمے والے چٹھی جاری کرتے ہیں ہمارے ساتھ ریکارڈ موجود ہے جناب اسپیکر! وہ چٹھی تب ہمیں ملتی ہے جب ان کی مقررہ تاریخ ہی گزر جاتی ہے۔ المیہ تو یہ ہے اب آپ کس طرح اپنی اسکیمات ان کی مقرر کردہ تاریخ تک بھیج سکتے ہیں۔ جیسے کہ میں نے تحریک استحقاق پیش کی کہ وزیراعظم پیکیج ایک کروڑ روپے تھے میں نے ان کا PC-1 خود بنوایا اب اس کی کمیٹی بنی سب کچھ بنا اسی ہاؤس میں اس کے بعد پھر کچھ نہیں ہوا۔ جام صاحب نے بھی یقین دہانی کروائی احسان شاہ صاحب نے بھی یقین دہانی کروائی اور تحریری طور پر بھی لکھ کر دے دیا لیکن تب بھی وہ کام نہیں ہوا۔ اگر ان چیزوں پر عمل نہیں ہوتا منسٹر اپنے بیوروکریٹس کو سمجھائیں کہ آپ چھٹی کم از کم ان ایام کی آخری تاریخ سے دو مہینے پہلے بھیج دیں۔

محمد یونس چنگیزی (وزیر کھیل وثقافت): پوائنٹ اف آرڈر جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: اب کیا بولیں گے مسئلہ حل ہوگیا، بولنے کا زیادہ شوق ہے پریس والوں نے دیکھ لیا آپکو۔

محمد یونس چنگیزی (وزیر کھیل وثقافت): پوائنٹ اف آرڈر جناب اسپیکر! جس طرح معزز رکن نے کہا کہ نیشنل گیمز کے حوالے سے انہیں کارڈ نہیں ملا ہے۔ میں نے کسی کو بھی کارڈ نہیں بھیجا۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: معزز رکن بات کر رہے ہیں۔ جناب! آپ کہہ رہے ہیں کہ خواہ مخواہ بولنے کا شوق ہے۔ kindly look in وہ ایک معزز ممبر ہیں اس ہاؤس کا اس کو بہتر طریقے سے ڈیل کریں۔ ہم نے اس سے پہلے اس ہاؤس میں اسپیکر کا رویہ اس طرح نہیں دیکھا۔

جناب اسپیکر: جعفر خان صاحب جب ایک مسئلے کا حل نکل آیا اس کے بعد اس پر بولنے کی کیا ضرورت ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: بہتر طریقے سے اس سے پیش آئیں وہ پڑھا لکھا شخص ہے کرنل رہ چکے ہیں آرمی میں۔ آپ کا رویہ ہیڈ ماسٹروں جیسا ہے۔

سردار ثناء اللہ زہری: جناب اسپیکر! اس وقت آپ یہاں اسپیکر ہیں ہم سب نے یا جن لوگوں نے آپ کو ووٹ دیا ہے لیکن ہمارے معزز ممبران بھی اپنے علاقے کے ایم پی اے ہیں۔ ایک پارٹی سے ان کا تعلق بھی ہے لوگوں نے انہیں ووٹ دیکر منتخب کیا ہے۔ اب اپوزیشن میں بیٹھنے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اچھوت

ہو گئے ۔اور ہماری بات سننے کے لئے کوئی تیار نہ ہو۔جیسے جعفر خان صاحب نے کہا کہ ہم اس اسمبلی میں ۱۹۸۸ء سے آ رہے ہیں اور آپ اس اسمبلی کے custodian ہیں۔آپ ہمیں پرائمری اسکول کے بچوں کی طرح ڈیل نہ کریں۔ہم آپ کی عزت کرتے ہیں ہم بخدا آپ کے لئے کوئی مسئلہ پیدا نہیں کرتے ۔لیکن مسئلہ یہ ہے کہ آپ قانون اور رولز پڑھیں اسمبلی کے قواعد وضوابط کے تحت آپ کسی بھی اہم نوعیت کے مسئلے پر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر سکتے ہیں۔میں سینٹ میں رہا ہوں سینٹ میں بھی آپ پوائنٹ اف آرڈر پر کسی مسئلے پر بات کر سکتے ہیں ۔اور جس ہتک آمیز طریقے سے ہمارے معزز ممبروں کیساتھ یا ہمارے اپوزیشن کے ممبروں کے ساتھ رویہ اختیار کیا جا رہا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے توہین آمیز ہے اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہو رہا ہے اگر ہمارے ساتھ اور ہمارے ممبران کیساتھ اس طرح کا رویہ اختیار کیا گیا تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہم اسمبلی میں یہاں نہیں بیٹھیں گے اور اس کا بائیکاٹ کریں گے ۔ہم آپ سے یہ توقع رکھتے ہیں۔چونکہ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔دیگر حضرات سے ہمیں کوئی گلہ نہیں ہم یہاں بیٹھے ہیں ہمیں کسی کی کوئی پرواہ نہیں کوئی ہمارا کام کرتا ہے۔یا نہیں کرتا ہے۔آج وہ ادھر بیٹھے ہوئے ہیں کل ادھر ہونگے اور ہم ادھر ہونگے۔تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے ایک ہاتھ سے نہیں بجتی۔یہ ہماری بلوچستان اسمبلی کی روایت رہی ہے۔اگر کوئی بلوچستان کی روایات کو پامال کرتا ہے تو کل ہم ان روایتوں کو پامال کریں گے۔لیکن بحیثیت اسپیکر ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان روایتوں کو پامال نہ کریں کام ہوں یا نہ ہوں، ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں ظاہر ہے ہمارے کام نہیں ہونگے جو ٹریژری بنچز پر بیٹھے ہیں ان کے کام ہونگے۔لیکن جہاں اسمبلی کی بات آتی ہے جہاں اسمبلی کے قواعد وضوابط کی بات آتی ہے۔جہاں اسمبلی کے ممبران کی بات آتی ہے۔تو ہم آپ سے یہ درخواست کریں گے۔کہ آپ سب کو ایک نظر سے دیکھیں۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب! آپ کی بات اپنی جگہ لیکن میں اس chair کے حوالے سے آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جتنی relaxation میں نے اپوزیشن کو دی ہے تاریخ میں آپ دیکھیں کسی نے نہیں دی ہوگی لیکن یہ ہے کہ غیر ضروری ٹائم ضائع کرنا اور خواہ مخواہ کھڑا ہونا وہ میں کبھی اجازت نہیں دونگا لیکن جتنی relaxation میں نے دی ہے آپ لوگ خواہ مخواہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں تو مجھے بھی پھر اپنے

اختیارات کا بخوبی علم ہے۔

سردار ثناء اللہ زہری: جناب اسپیکر! ہم نے آج تک ناجائز بات نہیں کی اب ہم آدھے گھنٹے سے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب! میں آپ کی بات نہیں کر رہا ہوں۔

سردار ثناء اللہ زہری: ہم یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ آپ اس ہاؤس کے custodine ہیں آپ سب کو ایک نظر سے دیکھیں یہ نہ ہو کہ ٹریژری بنچز والے اٹھ کے آدھے آدھے گھنٹے تک بات کریں اپوزیشن کا ایک آدمی نہیں اٹھتا پانچ منٹ کے لئے پوائنٹ آف آرڈر پر یا کوئی اہم نوعیت کی بات کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے بھی آپ اسے نہ چھوڑیں تو ہم آپ سے یہی request کریں گے کہ آپ نے جس طرح ہاؤس کو غیر جانبدارانہ طریقے سے چلایا ہے اسی طرح آپ چلائیں گے۔

جناب اسپیکر: اوکے، جی چنگیزی صاحب!

محمد یونس چنگیزی (وزیر کھیل وثقافت): گیمز کے حوالے سے میں تھوڑی سی اپنی پوزیشن clear کروں کہ میں کسی انڈیویژول کے پاس ذاتی طور پر نہیں گیا جتنے بھی ہمارے معزز ممبران تھے سب کے لئے میں نے کارڈز یہاں پر بھی بھجوائے ہیں اور ایم پی اے ہاسٹل بھی بھجوائے ہیں اگرچہ میں نے کسی کو ذاتی طور پر نہیں کہا ہے کہ آپ آجائیں یا ان کو کارڈ دیئے، ہم نے باقاعدہ یہاں پر پہنچا کر سائن لئے، اگر آپ کہتے ہیں تو next time میں sign پیش کر دوں۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! ذمہ داری کی اگر بات کرتے ہیں تو اسمبلی کے فلور پر ہم کھڑے ہیں جان چھڑانے کے لئے تو ہر آدمی کوئی بہانہ کر سکتا ہے بات یہ ہے کہ ہم جتنے بھی اسمبلی کے ممبران ہیں ان کے adresses ہیں، اپوزیشن چیمبر میں بھی اگر کوئی چیز بھجواتے ہیں ایم پی اے ہاسٹل میں سب لوگ نہیں رہ رہے، جناب اسپیکر! ایم پی اے ہاسٹل کا ایڈریس انہوں نے دیا ہے نہ اس کو ہم مان سکتے ہیں آپ کی اسمبلی میں اگر ہمیں کوئی آدمی خط لکھتا ہے آپ کی اسمبلی کے پاس تمام ریکارڈ تمام ایڈریسز فون نمبرز موجود ہیں جان چھڑانے کے لئے یہ کافی نہیں ہے اس کے عملے نے غلطی کی، کوتاہی کی، انہوں نے خود کی، لیکن انہوں نے جو کام کیا ہے ٹھیک نہیں کیا، میں انہیں یہ کہتا ہوں کہ ہم یہ استحقاق رکھتے تھے کہ آپ ہمیں

بھی کم ازکم ان کے لئے بلواتے ہم بھی آپ کے ساتھ ہوتے ہم ایک دوسرے کو یا دنیا کے سامنے ایک ایسا تاثر پیش کرتے کہ جمہوریت میں اگرچہ اپوزیشن ہوا کرتی ہے لیکن اپوزیشن کا بھی یہ حق ہے ہم اپنی اپوزیشن کو بلوا چکے ہیں لا چکے ہیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب اسپیکر! میری بھی ایک request ہے کرنل صاحب! یہ آپ نے جو کارڈ بانٹے ہیں ہمارے یہ دوست بھی کہہ رہے ہیں اور دوسرے ایم پی ایز بھی کہہ رہے ہیں کہ ہمیں نہیں ملے، معلوم نہیں آپ نے کس کو دیے ہیں، باز پرس تو کرلیں، لیکن یہ صرف اپوزیشن کو نہیں ہم ٹریژری بنچز والوں کو بھی نہیں ملے، میرے خیال میں کہیں misplace ہوگئے یا mismanage ہوگئے ہیں بہتر یہ ہے کہ باز پرس آپ کروائیں۔

محمد یونس چنگیزی (وزیر کھیل وثقافت): باز پرس میں کرونگا مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ باقاعدہ یہاں پر آکر یہاں سے دستخط لے کر گئے اب مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ یا تو ملا نہیں یا misplace ہوگئے مجھے اس کا علم نہیں ہے مگر جتنے کارڈ میں آپ کو گارنٹی سے کہتا ہوں کہ کارڈ ایشو کیے تھے اس سے زیادہ بندے اس علاقے کے جس علاقے کے ہمارے منسٹر صاحبان اور ایم پی اے صاحباں کے کارڈ تھے اگر نہیں ملے تو میں اس کی معذرت خواہی کرونگا یہی ہوسکتا ہے۔

جناب اسپیکر: اب میں جام صاحب سے request کرتا ہوں کہ مولانا واسع صاحب نے تو اناؤنس کردیا اور جان جمالی صاحب کی تجویز پر کیا کہنا چاہیں گے، ڈی سی اوز کے بارے میں ساتھی شکایت کررہے ہیں اس کے بارے میں آپ ذرا اظہار خیال کریں۔

جان محمد بلیدی: جناب اسپیکر! اجازت ہے۔ جس طرح آپ نے کہا نام دیں میں نے نام دیا جام صاحب اس سے پہلے کہ کچھ کہیں صرف ایم پی ایز فنڈ کے بارے میں وہ بات صرف ایم پی ایز فنڈ کے lapse ہونے کی نہیں وہ پورا ایک ڈیپارٹمنٹ کی، جو کام کررہا ہے اس وقت اس کی کارکردگی کے حوالے سے بھی جس طرح سینئر منسٹر نے کہا کہ ہم تجویز دے دیتے ہیں میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں جو میرے ساتھ ہوا، مارچ کو تربت سے پی سی ون بنتا ہے اگر وہ ڈیپارٹمنٹ کے چیف آفس پہنچتا ہے یعنی پانچ مہینے بعد جناب اسپیکر! آپ کی توجہ چاہیے وہ چیف کے آفس سے پی اینڈ ڈی اور فنانس ڈیپارٹمنٹ میں اکتوبر گزر

چکا ہے لیکن ابھی تک فنانس اور پی اینڈ ڈی تک نہیں پہنچا اس میں آپ ہمیں ضرور یہ کہیں گے کہ آپ نے وہ mention نہیں کیے یہ پرائم منسٹر پروگرام drought پروگرام کی باتیں ہو رہی ہیں صورتحال یہ ہے کہ دس مہینے سے وہاں سے لے کے ایک فائل یا پی سی ون پی اینڈ ڈی یا فنانس تک آ کے aprove نہیں ہوتا اس میں ہمارا کیا قصور ہے وہ فنڈز lapse ہوتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ جو ڈیپارٹمنٹ کی کارروائی ہے کارکردگی ہے وہ انتہائی ناقص ہے اس پورے سسٹم کو ٹھیک کیا جائے اور ابھی میں آپ کو ایک نئی بات بتاؤں مجھے ابھی حالیہ فنڈز ۱۲ لاکھ رروپے دیے گئے ہیں کہتے ہیں کہ ۱۲ لاکھ سے آپ زیادہ بلڈزر آوورز کے لئے نہیں دے سکتے انہوں نے ٦ لاکھ ریلیز کیے ابھی سے اس طرح شارٹ کٹ شروع ہے پتہ نہیں وہ صورتحال آگے جا کے بنے گی۔

<u>جناب اسپیکر</u>: اوکے، مہربانی، جی جام صاحب!

<u>جام میر محمد یوسف (قائد ایوان)</u>: شکریہ مسٹر اسپیکر! پی ایس ڈی پی کی بھی ہو چکی ہے اس میں ڈی سی اوز کے مختلف امور پر باتیں ہوئی ہیں مجھے کچھ تفصیلی جواب بھی دینے پڑینگے جہاں تک پی ایس ڈی پی کے ایم پی اے کا سوال ہے میں ہمیشہ اس کی تائید کرونگا میں پی اینڈ ڈی کو بھی اپنی طرف سے وضاحت سے ڈائریکٹو دیتا ہوں کہ یہ فنڈ کبھی lapseable نہیں ہونگے (تالیاں) ظاہر ہے کہ کچھ ڈیپارٹمنٹ کی اور ہماری بھی کوتاہیاں ہوسکتی ہیں لیٹ پہنچانے میں اور پی اینڈ ڈی کے ریلیز ہونے میں۔ پھر یہ آج سے نہیں بلکہ ہمیشہ پارلیمنٹری نامزد گورنمنٹ تجزیہ کرے تو اس میں ہمیشہ بیوروکریسی کے اپنے دلائل ہوتے ہیں پھر اس میں نقطہ نکالتے ہیں مجھے یاد ہے کہ جب میں ایم این اے تھا تو میری جو ریلیز ز تھے دو مرتبہ نہیں ہوئے کیونکہ ہم بہت ساری ایسی اسکیمیں دیتے تھے جو عوامی نوعیت کے ہوتے تھے اس میں بیوروکریسی اپنے نقطہ نگاہ سے نکالتی تھی تو یہ نقطے فنانس اور پی اینڈ ڈی ہمیشہ نکالتے رہتے تھے دیکھئے ہمیں چاہیے ہمارے فنانس منسٹر یہ ڈسٹرکٹ اور اس aproach کو صحیح طرح سے دیکھیں واقعی اگر اس کی اتنی اہمیت ہے دوبارہ نکال کے وہ ایم پی اے فنڈ دینا چاہتے ہیں جب ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ نہیں ہونا چاہیے رول بنانے والے بھی یہی حکومت کے افراد ہوتے ہیں لیکن کچھ ایسی اپروچز ہوتی ہیں جس کے بعد بنتے بنتے اور پھر ایم پی ایز کے کیسیز بھی سامنے آجاتے ہیں مجھے یاد ہے کہ جب نواب اکبر خان بگٹی کے دور میں سارے

دوستوں نے پی ایچ ای کے پروگرام دیئے اور وہ پی ایچ ای کے پروگرام اتنے بڑھ چکے جس سے ہر ایک ایم پی اے کے لئے وہ انڈکشن ہو جائے پی ایچ ای reactivate ہو جائے۔خواہشیں بہت ہوتی ہیں لیکن فنانشل کنڈیشن بھی ہوتے ہیں میں ڈی سی او کی بات کرونگا جو محترم جمالی صاحب نے کہا کہ ڈی سی او ان کے کہنے پر توجہ نہیں دیتے حالانکہ ان کے اپنے دور کے میں پرائم منسٹر صاحب تھے انہی کی مرضی کے مطابق وہ ڈی سی اوز اپوائنٹ ہوتے تھے۔اگر وہ ڈی سی او صحیح کام نہیں کر رہا تو میرے خیال میں He should be transfer immediately اگر ایم پی اے کی اگر وہ قدر نہیں کرتا ہے ایسے ڈی سی او کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ مزید اپنا کام انجام دے۔میں وضاحت کروں کہ سبی کے بارے میں زیارتوال صاحب نے کہا کہ وہ ڈی سی او ٹیلی فون بھی اٹھانے سے قاصر ہے میں نہیں سمجھتا کہ کیوں وہ قاصر ہے لیکن ایک بات ضرور کہونگا کہ جب میں سبی گیا تو میں نے دو کروڑ روپے سبی کی ڈویلپمنٹ کے لئے اناؤنس کئے تھے صرف آج کے دور کے اندر اگر سریلین جیسی حکومت بنائی جائے بہت ساری ایسی مجبوریاں ہیں جس میں ہماری اپنی جماعت کے لوگوں کی ایک recommendations ہوتی ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید ہی ایم پی ایز اور آپ کے درمیان کوئی تضاد ہو جو کام ڈویلپمنٹ کا آپ کے حوالے کچھ نہ ہو سکا یا آپ سے consultation نہ ہو سکے جس کی بناء پر ڈی سی او صاحب نے یہ سوچھا ہوگا کہ شاید واقعی جو ڈسٹرکٹ ناظم ہے وہ چاہتے ہیں جو Implimintation ہو اس کی ہدایت ہو تو اس لئے شاید آپ کو اتنی اہمیت نہیں دینگے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں سبی کے ڈی سی او کو شو کاز نوٹس بھیجونگا ان سے پوچھونگا کہ واقعی آپ نے ٹیلی فون کیا کیوں آپ بات نہیں کرنا چاہتے تھے آخر میں میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا چلوں جہاں تضاد پائے جاتے ہیں ڈسٹرکٹ میں واقعی میں اس کا اعتراف کرتا ہوں اور ہر ایک آدمی یہ چاہتا ہے کہ اس کی مرضی کے مطابق افراد لگیں اور ان کے کہنے پر implementation ہو اور چاہے وہ lover class کا آدمی ہو چاہے وہ ۲۰ گریڈ کا آدمی ہو ہر آدمی اس پر زور دیتا ہے کہ جی میرے بندے ہونے چاہیں آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس ماحول میں جیسا کہ سردار صاحب نے کہا ہے کہ ہمیشہ اقتدار میں رہتے ہوئے لوگ اپنے ہی لوگوں کو زیادہ accommodate کرنا چاہتے ہیں لیکن پھر بھی جہاں ایسے حالات ہوں جہاں مثبت نتائج برآمد نہ

ہوں جیسا کہ بعض ساری ایسی تحریک جو میں نے مطالعہ کیا ہے اور اس میں ایسی باتیں ہیں جہاں خود اپوزیشن کے لوگ موجود ہیں بحیثیت ناظم جو تمام چیزوں کو کنٹرول کرتا ہے لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا مسئلہ اگر آپ کے سامنے آئے تو ہم کوشش کرینگے کہ اس پر سختی سے نوٹس لیں اگر ڈی سی اوز آپ لوگوں سے coopration نہیں کرتا ہے اگر چیف سیکرٹری ہے یا ایس اینڈ جی اے ڈی جتنے ہیں تو میں اپنے اسٹاف سے کہوں کہ Thay shuld write a letter to immediately to the concern departments

and DCOs and all the secretaries

he do,t all the affairs on the public representative.

اگر یہ نہ ہو تو میں آپ کو انشاء اللہ کہہ دونگا کہ یہ کیوں ایسا ہو رہا ہے ظاہر ہے کہ بہت سارے ایسے مسئلے ہیں جو میں یہاں بیان نہیں کر سکتا ہوں لیکن ایک مسئلہ ضرور میں بیان کرونگا جیسا کہ بلڈوزر رہا اور ہمارے ایم این ایز ہیں اپنے فنڈز سے تقریباً دس ہزار گھنٹے انا ونسمنٹ کرتے ہیں لیکن صوبائی اور قومی اسمبلی صوبہ اور فیڈریشن کے اپنے مختلف اصول ہوا کرتے ہیں اس کے directly پیسے حکومت بلوچستان کو برداشت کرنے نہیں پڑتے لیکن پھر بھی حکومت بلوچستان ان کی ریکویسٹ کو مان کر خود جو اس کی deficiancy پورا نہیں کر رہی تھی وہ ہم لوگوں نے پورا کی یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ چاہے منسٹر ہو یا کوئی بھی ہو وہ اگر ہمیں بھیجیں تو ہم کر دیں ہم فیڈرل گورنمنٹ کی بجا آوری پر آ گئے ہیں یہ ضروری بات نہیں لیکن جیسا کہ سردار صاحب نے کہا کہ روایت کو اور اپنے ماحول کو دیکھتے ہوئے ہم ہر چیز برداشت کرتے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ اگر ہم چاہیں تو ہم انہیں نہیں دے سکتے ہیں وہ جتنا بھی چلائیں چاہے پرائم منسٹر کو کہیں جس کو بھی کہیں کہ یہ نہیں ہو رہا ہے تو ایک rule applied ہے بلوچستان کے اندر صرف انہی کو کنسیشن دی جاتی ہے جو صوبائی اسمبلی کے افراد ہوں جو elect ہوئے ہیں انہیں حکومت بلوچستان رائے دے سکتی ہے لیکن اگر ایک سینیٹر کہے کہ میں بلوچستان کو یہ دیتا ہوں تو مجھے بھی وہ سبسڈی دی جائے وہ ہم قطعاً دے نہیں سکتے ہیں لیکن بلوچستان کی روایت کے مطابق ہم ان کی بھی اسی طرح مدد کرنا چاہتے ہیں انشاء اللہ میں کوشش کرونگا کہ اگر کوئی ایسے مسائل ہوں آپ لوگوں کی مشکلات ہیں تو ہم انہیں حل کرنے کی کوشش کرینگے شکریہ!

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس مورخہ ۹/ اکتوبر ۲۰۰۸ء صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس بارہ بجکر پانچ منٹ پر مورخہ ۹/ اکتوبر ۲۰۰۸ء صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)